لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۹ — کلکتہ: چہار شنبہ ۷ جمادی الثانی ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, May 14, 1918.

لا تهنوا و لا تحزنوا و أنتم الأعلون إن كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad

7-1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly " " 4 - 12.

الهلال

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۱۰۷ مکلاود اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۹ کلکتہ: چہار شنبہ ۷ جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری جلد ۲

Calcutta: Wednesday, May 14, 1913.

فہرس

شذرات

من انصاری الی اللہ ۱

شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی ۱

ہفتۂ جنگ ۳

مقالۂ افتتاحیہ

البصائر! ۵

شئون عثمانیہ

داستان خونین ۹

حادثۂ ادرنہ ۱۰

باب المراسلۃ و المناظرہ

دعوت البلاغ ۱۱

مقالات

جہد حریۃ اور ایک نداۂ لطیف ۱۲

انتقاد

نقاد ۱۳

بعض نئی چیزیں ۱۳

ترکی کے کارخانے کی ٹوپیاں ۱۴

توحید ۱۴

مراسلات

اختلال دولت عثمانیہ ۱۵

مراسلۂ آستانہ ۱۷

دعوۃ الہلال ۱۹

منشی احتشام علی صاحب ۲۰

فہرست زراعۂ دولۃ علیہ ۲۲

تصاویر

جامع سلانیک کا منبر رخ

مجلس دفاع ملی ۹

ہیئۃ طبیۂ ہلال احمر ۱۷

شذرات

من انصاری الی اللہ ؟؟

نفائس دل و دین می دہم بہ نیم نگاہ!
ببین معاملہ کن، کہ راست گفتارم!

اکثر حضرات کو درخواست کے فارم کی کمی کی شکایت تھی، اسلیے ابکے پھر چار فارم حاضر ہیں - جن حضرات کو اور زیادہ مطلوب ہوں، " عارضی ادارۂ نظمیۂ حزب اللہ " سے دفتر الہلال کے ذریعہ طلب فرمالیں - ۲۵، ۲۵، فارموں کی کتابیں مع مضامین دعوت و تبلیغ متعلقہ بھی چھپ رہی ہیں - العجل! العجل! العجل!! فان الساعۃ آتیۃ، لا ریب فیہا، والعاقبۃ للمتقین!!

شمس العلما مولانا شبلی نعمانی

اور

مسئلۂ " الندوہ "

(۳)

اس مسئلے کی نسبت مراسلات و مکاتیب کی کثرت کا یہ حال ہے کہ روزانہ ڈاک کی ہر تقسیم میں آٹھ دس مراسلات اسی کی نسبت ہوتی ہیں - انکی کثرت سے الہلال کے صفحات گھبرا جالیں، مگر اس عاجز کا دل مطمئن ہے - ان سے ضمناً ثابت ہوتا ہے کہ قوم کی حرکت اور دفع جمود کی نسبت جو نئی امیدیں دلوں میں پیدا ہوگئی ہیں، اور جو ابھی کبھی بعض واقعات و حوادث مخالف کے ظہور سے متزلزل ہوجایا کرتی ہیں، فی الحقیقت ۔ ، اور

مستحق نشو و نماء فکر و دماغ هیں - فالحمد لله علي لطفه و کرمه وهو علی کل شي قدیرا

اُن تمام مراسلات میں' جو اب تک اس عاجز کي تحریر کي نسبت ادارہ میں پہنچ چکي هیں ' صرف سات مراسلات اور ایک خط مخالفت میں هے ' اور باقي تمام موافقت ' و اظهار طمانیة و حسن ظن بزرگانه ' و مزید تشکر و امتنان پر - ان مراسلات میں تقریباً تمام بزرگوں نے اسکا اعتراف کیا هے کہ اس وقت تک موافق و مخالف' جس قدر تحریریں اس مسئلے کي نسبت لکھي گئیں ' کسي تحریر میں اس جامعیت ' اور ناطرفدارانہ وآزادانہ طریق پر بحث نہیں کي گئي' اور مسئلے کے تمام قریب و بعید' وگرد و پیش' اور نتائج و عواقب پر نظر نہیں ڈالي گئي ' جیسي کہ اسمیں کي گئي هے - اس رائے کیلیے اُن بزرگوں کا شکرگذار هوں ' اور سمجهتا هوں کہ مضمون لکھتے هوے اسکي سعي میں نے ضرور کي تهي ' اور انسان اپني طاقت سے زیادہ کچهه نہیں کر سکتا -

سات مخالف تحریرات میں سے پانچ مراسلات مولانا شبلي نعماني کي تائید میں لکھي گئي هیں - ایک مراسلة طول طویل هے اور اسمیں واقعات کو دهرا کر ثابت کرنا چاها هے کہ ابتدائي مجلس نے جو کچهه کار روائي کی ' اور مولانا نے بمشورہ مولانا عبد الحي اور مسٹر ظہور احمد ' مولوي عبد الکریم صاحب کو ایک دو دن کي معطلي کي جو سزا دي " وہ مضمون کے اثر' ندوہ کي حالت' اور اسکے مقاصد کے حفظ کے لحاظ سے بالکل حق بجانب تهي " اور اگر ایسا نہ کیا جاتا تو " کل کو دارالعلوم کي حالت کا ذمہ دار کون هوتا ؟ " نیز یہ کہ کسي ضروري اور متعلق گورنمنٹ کارروائي کي حکام کو نقل بهیجدینا " اپني آزادي اور پا بندي اصول کے منافي نہیں " - یہ ایک " ضابطہ کي احتیاط هے " اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہیں مداخلت کي دعوت دي گئي هو' جیسا کہ " بغیر سونچے سمجهے اور انصاف و عقل سے کام لیے الهلال نے لکهدیا هے "

مگر افسوس هے کہ میں اس سے متفق نہیں هو سکتا - مانا کہ اس مضمون کي اشاعت مقاصد ندوہ کے خلاف تهي ' لیکن پهر بهي ایک مضمون تها ' جو ایک مذهبي مسئلہ کي نسبت شائع هوا ' پس کونسي ایسي ناگزیر ضرورت آپڑي تهي کہ اسکي نسبت اپني کارروائي کي نقل ڈپٹي کمشنر صاحب کو بهیجي جاے ؟ اگر آپ کسي کام کو اپنے کسي اصول کي بنا پر کرتے هیں ' تو صرف اصول هي کیلیے کیجیے - یہ کہاں کي احتیاط هے کہ اسکي اطلاع دوسروں کو دیجیے ؟ باقي رهي دارالعلوم کي ذمہ داري ' تو یہ سچ هے' مگر اسکو کیا کروں کہ میرے اعتقاد میں اصول کي عزت اس سے بالاتر هے کہ کوئي عمارت سر سے لیکر پیر تک ڈها هي کیوں نہ دي جاے ' اور اس سے زیادہ تو گورنمنٹ کچهه نہیں کر سکتي تهي -

البتہ ان مراسلات میں دو باتیں بالکل نئي معلومات پیش کرتي هیں ' جنمیں سے ایک کو میں اپنے سلسلۂ تحریر میں ظاهر کرنے کیلیے محفوظ رکهتا هوں ' اور ایک کو یہاں لکهکر اپني بے اطمینانی ظاهر کرتا هوں - کیونکہ صاحب مراسلہ خود اسکي نسبت کوئي معتبر اور باقاعدہ ثبوت نہیں پیش کرتے - یعني وہ لکھتے هیں کہ :

" ۹ - مارچ کو پانچ ارکان مقامي و معتمدین کا جلسہ هوا ' جسمیں یہ تمام امور طے پاے ' لیکن آپکو معلوم نہیں کہ خود اس جلسے کے انعقاد اور علامۂ شبلي نعماني کی شرکت سے پہلے هي منشي احتشام علي صاحب ڈپٹي کمشنر صاحب سے مل چکے تهے اور اس مضمون کي اشاعت کي اطلاع بہ نیت اظهار تقرب دے چکے تهے - افسوس هے کہ اس طرح کي ملاقاتیں همیشہ مخفي هوتي هیں ' اور انکي نسبت باقاعدہ ثبوت دینا مشکل هوجاتا هے - تاهم مجهکو ایک پرائیوٹ مگر موثق ذریعہ سے یہ حال معلوم هوا هے اور اُسي وقت اسکا ذکر لوگوں سے کرچکا هوں "

لیکن تعجب هے کہ جب صاحب مراسلہ اسکا باقاعدہ ثبوت نہیں رکھتے تو اخبار میں شائع کرنے کیلیے کیوں بهیجتے هیں ؟ هم لوگ تو صرف واقعات اور قرائن صحیحۂ عقلیۂ و غالبہ هی پر بحث کر سکتے هیں ' اور اُنهي کا ساتهہ دیسکتے هیں - چونکہ اسکا ثبوت باقاعدہ نہیں هے' اسلیے اسکو سلسلۂ بحث میں شامل کرنے سے مجبور هوں اور تصدیق نہیں کر سکتا - البتہ جلسے کے بعد انکي حکام سے ملاقاتیں اصل مبحث هے اور وہ آگے آتا هے -

دو مراسلات مولانا شبلي نعماني کي مخالفت میں هیں ' اور اُن میں ظاهر کیا گیا هے کہ وہ الهلال کي تحریر سے خوش نہیں ' اور نیز یہ کہ اصل معاملہ اور مخالفت کے مضامین پر غور کي نظر نہیں ڈالي گئي ' اور مسئلے کے تمام پہلوؤں پر بحث نہیں کي گئي -

ایک خط منشي اعجاز علي صاحب کا هے ' جنهوں نے ازراہ عنایت اپنے اُس مطبوعہ خط کي نقل بهي بهیجدي هے ' جو انهوں نے ارکان کی خدمت میں بهیجي تهي -

ان تمام موافق و مخالف حضرات کي خدمت میں ملتمس هوں کہ اس معاملہ میں میري فہم و بصیرت نے جیسی کچهه اور جہاں تک میري رهنمائي کي ' میں نے اپنے خیالات ظاهر کردیے هیں - اور وہ عالم السرائر' اور بینندۂ خفایاے قلوب جانتا هے کہ اس معاملے پر بحث کرتے هوے کسي ایک فریق کي طرفداري یا ادنی جانب داري کا تصور بهي میرے قلب میں نہ تها ' اور اپنا جو کچهه عقیدہ اس بارے میں هے ' وہ آزمایش کیلیے جن پیش آنے والے مقامات کو دیکهہ رها هے' وہ اِن هیچ و بے اثر معاملات کي سطح سے الحمد لله کہ بہت بلند و ارفع هیں' اور شاید اس قدر ارفع ' جہاں تک میرے نکتہ چینوں کا فہم و ادراک بهي نہیں پہنچ سکتا ' چہ جائیکہ عمل و ولولۂ عمل فرمائي -

میں نے بحث کے پانچ ٹکڑے کردیے ' اور اصول درایت و نقد سے هر هر ٹکڑے پر بحث کي - میں نے وہ غلطي نہیں کي' جو کسي غلطي میں لوگوں کو شریک ثابت کرکے لوگ کیا کرتے هیں' اور کسي کام میں فرد واحد کي جگہ جماعت کے هاتهہ کا هونا ' انکے نزدیک اس کام کي قرین صواب هونے کي دلیل هوتا هے - پس پانچویں بحث میں بصورت تسلیم شرکت جماعت ' پهر بهي مولانا شبلي نعماني کي ذمہ داري کو ظاهر کیا اور بلحاظ توقعات کے انکے وجود کو زیادہ قابل توجہ قرار دیا - یہي طریق بحث هے ' اور اتنا هي هے جو میں کرسکتا تها - میرا ضمیر اس بارے میں مطمئن هے' اور اپنے اعتقاد اور آزادي و صداقت کو بہ هیچ وجہ ' و بہ هیچ گونہ فرض صداقت کے آگے شرمندہ نہیں پاتا - با ایں همہ ممکن هے کہ یہ تمام خیالات بهي میرے نفس کا کوئي دهوکہ هوں ' اور میري حسیات مجهکو فریب دے رهي هوں - اگر آپ کو اسکا یقین واثق هے تو اسکا علاج صرف یہ هے کہ میرے حق میں دعا فرمایئے کہ اس حالت سے نجات پاؤں ' کیونکہ میں اپنے ضمیر و فکر ' اور حسیات قلبیہ کي طاقت سے زیادہ تو اور کچهه نہیں کرسکتا ؟ ولا یکلف الله نفساً الا وسعها -

ساتهہ هي دونوں فریق موافق و مخالف سے خواستگار معذرت هوں کہ اس ذخیرۂ تحریرات و مراسلات کے لیے الهلال میں گنجایش نہیں نکال سکتا - اور نہ کوئي نیا باب خاص اس مسئلے کیلیے وضع

کرسکتا ہوں - مذاکرۂ علمیہ کے متعدد اہم مضامین ہفتوں سے پڑے ہیں ' کتابوں پر ریویو لکھنے کی جگہ نہیں ' شؤون عثمانیہ کے نہونے کی وجہ سے لوگ سخت شاکی ہیں - اسئلۃ و اجوبتہا کی سرخی کے بیسیوں سوالات اہم اور مفید پڑے ہیں ' جنکے جواب کیلیے صفحات نہیں ملتے - پھر آجکل سب سے اہم تو خود الہلال کی تبلیغ دعوت ہے - ایسی حالت میں اب اس معاملے کیلیے ایک نیا معرکہ زار کہاں سے لاؤں ؟ پچھلے ہفتے جناب خواجہ رشید الدین صاحب کی مراسلت کا بقیہ حصۂ اصلی درج ہونے سے رہگیا تھا ' لیکن اب اسکی اشاعت بھی اسی مجبوری سے روک دی ' اور انسے بھی خواستگار معافی ہوں -

البتہ صرف اب ضرورت اس امر کی باقی رہگئی ہے کہ شرکاء جلسۂ ارکان خمسہ کی زبانیں کسی طرح کھلیں ' اور وہ اپنی شان تبرقع و حجاب فرمائی کی جلوہ فروشی کی مدت ختم کرکے قوم کے سامنے تشریف لائیں - یہ چونکہ ضروری اور معاملے کا اصلی نقطۂ انفصال ہے ' اسلیے میں اسکے لیے پوری کوشش کرونگا ' اور اگر ایسا ہوا تو بکمال ممنونیت انکی تحریروں کو شائع کودونگا -

بقیــــۂ بحــــث

بسلسلــۂ اشاعت گــذشتــہ

کارروائی کے دیگر جزئی امور میں ایک واقعہ ووزلیوشن کے الفاظ میں تنسیخ و ترمیم' اور لفظ " قابل نفرت" سے مضمون کی تعبیر ہے -

مولانا کی تحریر مطبوعۂ زمیندار سے معلوم ہوتا ہے کہ ووزلیوشن صاف کرکے انہوں نے دفتر میں بھیجدیا تھا ' اور اسکے الفاظ مولانا عبد الحی وغیرہ کے علم کے بعد اور تمام معتمدین کے دستخط سے بھیجے گئے تھے -

اس پر مولانا عبد الحی کی شرکت و سکوت کی بحث چلی - بعض معاصرین کہتے ہیں کہ مولانا عبد الحی طبیب ہیں' اور فن طب رجوع خلائق و ہجوم مرضی ' و کثرت واردین و حاضرین کا مقتضی ' پس ایسی حالت میں ایک طبیب ... دارپر کسیطرح کی ذمہ داری عائد نہیں ہوسکتی ' کیونکہ مشغلہ طبابت کی وجہ سے یقینا بیماروں اور شاگردوں کا ہمیشہ ہجوم رہیگا علی الخصوص صبح کو کہ یہی وقت اداے فرض عہدۂ معتمدی کا ہوتا ہے اور اسی وقت مریضوں کا بھی ہجوم ہوتا ہے - اس کشمکش فرائض کے بحران عظیم میں انسان نبض و قارورہ کو دیکھے یا تجویزوں اور کاغذات کے الفاظ و احکام و عبارت کو ؟

یہ توجیہہ معاملات ندوہ کے بعض جدید وکلا کی ہے ' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ خود مولانا عبد الحی اس تمسخر انگیز دفاع سے ایک لمحہ کے لیے بھی فائدہ اٹھانا پسند نہ فرمالیں گے - کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ اس عجیب مقدمے میں اکثر وکیلوں سے انکے موکل زیادہ عقلمند اور فہمیدہ ہیں -

بہر حال اس سے اصل مسئلے پر کوئی اثر نہیں پڑتا - میری راے اس بارے میں وہی ہے ' جو یقیناً ہر شخص کی اس بارے میں ہونی چاہیے - یعنی اس مسئلہ کے دو پہلو ہیں - پہلا مسئلہ نفس تغیر و تبدل الفاظ کا ہے ' اور دوسرا لفظ " نفرت انگیز " سے تعبیر کرنے کا -

پہلے کا جواب صاف اور ایک ہی ہے - ایک تجویز جو چند شخصوں نے مشترک طور پر کسی مجلس میں قرار دی ہو' اسمیں اونے تغیر و تبدل کا بھی کسی کو اختیار نہیں ' اور اگر قصداً کیا جاے تو یقیناً دیانت داری کے سخت خلاف ہے -

رہا لفظ " قابل نفرت " یا " نفرت انگیز " تو یہ کہنا اور اس پر بار بار زور دینا کہ " نفس مسئلۂ اسلامیۂ جہاد " یا ایک " مجموعۂ آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ " کو مولانا نے قابل نفرت کہا ' ایک ایسی کھلی سفیہانہ و معاندانہ کذب بیانی ہے ' جس کو کوئی ذی عقل تسلیم نہیں کرسکتا - یہ بالکل ظاہر ہے کہ مضمون سے جو اختلاف کیا گیا تھا (قطــع نظر از صحت و عدم صحت اختلاف) وہ کچھہ اصل مسئلۂ جہاد یا آیات کلام اللہ کی نسبت نہ تھا ' بلکہ اس خاص استدلال یا نتیجۂ بحث کی نسبت' جس کو مضامین میں دفعہ (١٠) وغیرہ سے تعبیر کیا گیا ہے' اور جسکا مطلب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ " غیر مسلم حکومت کے ماتحت مسلمانوں کیلیے رہنا کسی حالت میں جائز نہیں " پس بنابریں " قابل نفرت " کا اطلاق بھی ہر حال میں صرف اسی نتیجۂ بحث اور مخصوص استدلال کے متعلق ہوگا ' نہ کہ اصل مسئلۂ جہاد اور آیات کلام اللہ کے متعلق -

ہر شخص جو اس معاملے میں فریقانہ دماغ نہیں رکھتا ' تسلیم کریگا کہ یہ ایک بالکل کھلی اور صریح بات ہے - جو لوگ اس مسئلہ کی بدولت مفت میں آزادی و حریت کے وکیل بل ابو الاباء بن بیٹھے ہیں ' انکی ذاتی عداوت و تعاند کا ایک بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ ایک ایسی صاف بات کے سمجھنے سے اپنے تئیں قاصر ظاہر کرتے ہیں ' اور عوام و جہلا کو یہ کہکر بھڑ کاتے ہیں کہ دیکھو مولانا نے قرآن مجید کو " قابل نفرت " کہدیا ! کبــرت کلمۃ تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا -

غازی پور میں ایک مرتبہ ایک واعظ اور ایک عالم میں مباحثہ ہوا تھا' واعظ صاحب (جیسا کہ واعظین کا بالعموم حال ہوتا ہے) علم و قابلیت سے محروم تھے - انہوں نے اپنے حریف سے پوچھا کہ " لا الہ اللہ محمد رسول اللہ کلمہ ہے یا نہیں ؟ " اس بیچارے کو حقیقت معلوم نہ تھی - اس نے صاف کہدیا کہ " نہیں ' الکلمۃ لفظ وضع لمعنی مفرد " واعظ صاحب نے اپنے معتقدین اور مریدین کی طرف دیکھکر واعظانہ غل مچایا کہ بحث کا خاتمہ ہے ' کیونکہ ہم مسلمان ہیں ' ہمارا دین و ایمان کلمہ ہے ' اور اسی لیے سب سے پہلے میں نے پوچھا کہ کلمہ کو کیا کہتے ہو ؟ اسکے جواب میں یہ کہتا ہے کہ کلمہ کچھہ نہیں ' پس یقینا یہ مرتد ہوگیا !

بالاخر لوگوں نے واعظ صاحب کی فتح یابی کا اعتراف کیا - یہی حال ان لوگوں کا بھی ہے ' جاہلوں کو یہ کہکر مشتعل کر رہے ہیں کہ مولانا شبلی نے اس مضمون کو قابل نفرت کہدیا ' حالانکہ تم اچھی طرح دیکھہ لو کہ ایک نہیں پچاسوں آیتیں اور بڑی بڑی حدیثیں اسمیں موجود ہیں - بھلا جو شخص قرآن کی آیتوں اور حدیثوں کو قابل نفرت کہتا ہے' اگر ہم صرف حق اور اسلام کی خاطر اسکی مخالفت نہ کریں تو کیا کریں ؟

پس یہ بات تو ظاہر ہے اور مزید بحث کی محتاج نہیں کہ " قابل نفرت " کے لفظ سے مقصود' محض کوئی خاص نتیجۂ بحث یا استدلال ہوگا ' ورنہ آجکل کے ملاحدہ و متفرنجین بھی ایسی صراحت کے ساتھہ اپنے دلی نفرت کا اظہار نہیں کرسکتے ' چہ جائیکہ مولانا شبلی قرآن و حدیث اور مسئلۂ جہاد کو " قابل نفرت " کہیں گے ؟

تاہم یہ ضرور ہے کہ :

(١) مولانا کو اصل تجویز کے حذف و اضافہ کا سبب بتلانا چاہیے - قطع نظر اس کے کہ کیا تبدیلی ہوئی ؟ خود اصل تبدیلی قابل اعتراض ہے -

(۲) اگر مضمون کے کسی حصے یا حاصل مبحث کو غلط یا قابل اختلاف تسلیم کر لیا گیا تھا ' تو اسکے اظہار کیلیے اور بیسیوں لفظ موجود تھے - قابل نفرت کا لفظ لکھنا ھرگز مناسب نہ تھا - اسمیں جو شدت انکار و برئت پائی جاتی ھے ' وہ میرے عقیدے میں اپنے اندر ایک سخت کمزوری اور مرعوبیت رکھتی ھے - اگر کوئی چیز سیاسی حیثیت سے غلط بھی ھو ' تو اسکی غلطی کا اعتراف صرف ضروری اور بقدر کفایت لفظوں میں کردینا چاھیے - اعتراف میں تشدد و اغراق ھی سے ھماری تمام کمزوریوں کی بنیاد پڑی ھے ' اور یہ ایسی بات ھے ' جس کو اوروں سے بہتر خود مولانا سمجھتے ھیں - تعجب ھے کہ اس معاملے میں کیوں انسے ایسے صریح غلطیاں ھوگئیں ؟

(۲)

بحث کا یہ پہلو سب سے زیادہ توجہ طلب ھے ' اور اس وقت تک جس قدر مضامین لکھے گئے ھیں ' متعجب ھوں کہ کسی نے اس پہلو پر نظر نہیں ڈالی -

جو مضامین مخالفت میں لکھے گئے ھیں ' انکی نسبت حسن ظن کا سد باب ھوجاتا ھے ' جب سوچا جاے کہ کیوں اس پہلو کو کہ نقطۂ معاملۂ یعنے مولوی عبد الکریم کیلیے اصل مسئلہ تھا ' بالکل پبلک کی نظروں سے پوشیدہ رکھا گیا ؟

پھر ساتھہ ھی اسکے جب دیکھا جاے کہ جن لوگوں نے اس معاملے میں دلچسپی لی ھے ' انکا اس بارے میں عجیب حال ھے وہ سب کچھہ گوارا کر سکتے ھیں لیکن انہیں یہ گوارا نہیں کہ اصل معاملہ پر زور دیکر ' دیگر شرکاے کار کی طرف بھی نظر اٹھائی جاے ' اور وہ اس بارے میں اپنے کسی اندرونی جذبۂ مخفی سے اس درجہ مجبور اور لاچار ھیں کہ دیگر شرکاے کار کا نام لینا ' انکے لیے ایک نوک نشتر کی چبھن رکھتا ھے - وہ سنتے ھی بے تابانہ چیخ اٹھتے ھیں ' اور اپنے اضطراب و التہاب کو چھپا نہیں سکتے ' تو اس وقت تسلیم کر لینا پڑتا ھے کہ جو کچھہ اوپر نظر آ رھا ھے ' صرف اتنا ھی نہیں ھے ' بلکہ اسکے نیچے بھی کچھہ اور چھپا ھوا موجود ھے -

لیکن جنکو ذاتی و شخصی بغض و عناد ھے ' وہ شاید اسکے لیے اچھے وجوہ رکھتے ھوں گے ' لیکن ھر شخص سے تو یہ امید بیجا ھے کہ وہ بھی انہی کا سا دل اپنے پہلو میں پیدا کرلیگا - مجھکو بحث صرف اصل معاملے سے ھے ' اور میں مجبور ھوں کہ ھر اس شخص کو الزام دوں ' جسکا تعلق اس سے ثابت ھو ' اور اس طرف سے بے رحمانہ آنکھیں بند کرلوں کہ کون خاک پر لوٹتا ' اور کون درد و کرب سے کراہ رھا ھے ؟

یہ کیسی عجیب بات ھے کہ پہلی مجلس نے جو ایک دو روز یا ایک دو ھفتے کی سزا خود مولوی عبد الکریم کو دی تھی ' جلسہ انتظامیہ نے اسکو منسوخ کردیا - پھر مدعیان حریت و آزادی کی رگ جہاد و قتال فی سبیل اللہ پر یہ کیوں فالج گر گیا کہ ایک دن کی اپنی قرار دادہ سزا منسوخ کرکے ' چھہ ماہ کی سرکاری سزا چپ چپاتے دیدی ' اور غریب مولوی کو اسکے بعد معطل بھی کردیا ؟

[illegible]

هفتۂ جنگ

۱۰ - کو سٹنجی کا تار تھا کہ حکومت جبل اسود نے اپنے وکلاء متعینۂ میڈرا کو اطلاع دیدی ھے کہ وہ مقررہ تاریخ پر بین القومی فوج کے سپہ سالار نائب امیر البحر کو شہر حوالہ کردیں -

۱۳ - کا روما کا تار ھے کہ بین القومی فوج میڈرا میں اتر گئی - امید کیجاتی ھے کہ اتوار تک سقوطری پہنچ جائیگی -

البانیہ

پرنس بسمارک نے سچ کہا تھا : کہ " بلقان ایک کوہ آتش فشاں ھے " اور گو اسکی کسی چنگاری نے ابھی تک اتحاد دول کے تار عنکبوت میں آگ نہیں لگائی مگر ھر ھر چپہ پر خیال ھوتا ھے کہ کہیں یہیں دھانۂ آتش فشاں نہو - مسئلۂ سقوطری نے آسٹریا کا مقیاس الحرارت انتہائی درجہ تک پہنچا دیا تھا - اگر روس کی تہدید آمیز نصیحت نے عین وقت پر تدارک نہ کر لیا ھوتا تو عجب نہ تھا کہ وہ وقت آجاتا جسکے تصور سے یورپ لرز اٹھتا ھے - مسئلۂ سقوطری گو ختم ھوگیا ھے مگر بلقان کی نزاع انگیزیاں ابھی ختم نہیں ھوئیں اور شاید عرصہ تک ختم نہ ھوں -

البانیا سے اطالیا ' آسٹریا ' اور یونان کے مصالح و اغراض وابستہ ھیں جنمیں باھم تعارض و تقارب بھی ھے ' اسلیے اس نے سقوطری کی جگہ لے لی -

یاد ھوگا کہ آسٹریا میں جب قبضۂ سقوطری کے لیے جنگی تیاریاں ھو رھی تھیں تو اطالیا کے نیم سرکاری اخبار ٹریبونا نے لکھا تھا : " اطالیا آسٹریا کو تنہا کارروائی نہیں کرنے دیگی بلکہ خود بھی شریک ھوگی " ممکن ھے کہ سطحی دماغوں نے اس کو شدت مودت و ائتلاف پر محمول کیا ھو ' مگر حقیقت نیوشوں کے لیے ایک صدا تھی جو تضارب اغراض و تعارض مصالح کی خبر دے رھی تھی -

۹ - مئی کو ریوٹر اس خیال کی ان پر احتیاط لفظوں میں تائید کرتا ھے " یہ یقین کیا جاتا ھے کہ اطالیا البانیا کے لیے ایک پروٹسٹنٹ بادشاہ چاھتی ھے ' اور آسٹریا ایک کیتھولک - یہ تصادم اغراض کیا ایک جنگ و جدل کی صورت اختیار کرلیگا ؟ بہتر ھے کہ اسکے جواب کو واقعات کے لیے چھوڑ دیا جائے -

---

خانہ جنگی

جذبۂ کشورستانی ایک سیلاب ھے جسکی حریف وہ سخت بنیاد عمارتیں بھی نہیں ھو سکتیں ' جنکو مذھب یا اخلاق کے ھاتھہ بناتے ھیں ' پس جس عمارت کی بنیاد جوش سیلاب پر ھو ' اسکی پختگی معلوم -

موجودہ اتحاد کی بنیاد " آزادی " پر تھی یا کشورستانی پر ؟ یہ ایک ایسا مسئلہ ھے جسکو واقعات نے نا قابل تردید طور پر طے کر دیا ھے - ایسے اتحاد کا جو حشر ھونا چاھیے تھا وھی ہوا -

اتحاد کا مشن ابھی مکمل بھی نہیں ھوا تھا کہ خانہ جنگی شروع ھو گئی اور جو تلوار اس کے نیام سے نکلی تھی اسنے کافروں (ترکوں) سے یورپ کی زمین کو پاک کرکے ' خود پاک نژاد مسیحیوں ھی کو اپنا تختۂ مشق بنالیا !

۱۱ - مئی کا تار ھے کہ یونانیوں کی ایک کثیر تعداد مقدونیہ میں بلغاری مظالم کی شاکی ھے - اسکے بعد شکایتوں کا ایک دفتر ھے - یہ دفتر گو اس شرمناک خونچکاں مظالم نامہ کے مقابلہ میں کچھہ بھی نہیں ' جو نصرانی تیغ نے انہی مقامات پر حال میں کافروں (مسلمانوں) کے خون سے لکھا تھا مگر تاھم وہ یورپ کی انسانیت دوستی کے لیے نہایت قلق انگیز ھے ' اور یہ صرف اسلیے کہ ان مظالم کی مشق یسوع کی امت پر کی گئی ھے -

ان مظالم کے علاوہ حال میں باھم معرکہ آرائیاں بھی ھوتی رھی ھیں - اس سلسلہ میں وہ معرکہ قابل ذکر ھے جو حال میں یونانیوں اور بلغاریوں میں بمقام لیسیڑا ھوا ھے - تفصیل ھنوز غیر معلوم اور نہ ایندہ توقع -

یونانی نقصانات کی تعداد ۶۰ - اور بلغاری نقصانات ۴۹ - بیان کی گئی ھے ' اور کون کہہ سکتا ھے کہ اصلیت کیا ھے ؟

الهلال

۷ - جمادی الثانیه ۱۳۳۱ هجری

البصـــائـــر ! !

هـذا بصـائر للنـــاس ، وهدی و رحمة لقوم یوقنون (۴۵ : ۱۹)

یه تبلیغ دعوت ، لوگوں کیلیے عقل و بصیرت اور موعظـة وحکمت کا مجمـوعه هے ، اور جو لوگ الله کے احکام پر یقین و ایمان رکھتے هیں' انکے لیے سر تا پا هدایت ورحمت هے !!

و انیبـــوا الی ربکم و اسلموا له مـــن قبـــل ان یاتیکم العذاب ، ثم لا تنصـــرون - واتبعـــوا حسن ما انزل الیکـــم من ربکـــم من قبل ان یاتیکم العـــذاب بغتة و انتـــم لا تشعـــرون - ان تقول نفس : " یا حســـرتـــا علـــی مـــا فـــرطت فـــي جنب الله ! و ان کنت لمـــن الســـاخریـــن ! ! " او تقـــول : " لـــو ان اللـــه هـــدانـــي لکنـــت مـــن المتقـــیـــن " او تـــقـــول حیـــن تـــری العـــذاب : " لو ان لي کرة فاکون من المحسنیـــن " بلـــی ، قـــد جـــاء تـــك آیاتـــي ، فکذبت بهـــا ، و استکبـــرت وکنـــت مـــن المتکبـــریـــن (۳۹ : ۶۱)

اے وه لوگو که اپنے پروردگا رکي نافرمانیوں میں ڈوبے هوے هو! اسکي طرف رجوع کرو' اور اُسکے حکم کے آگے اپني گردن جهکا دو' قبل اسکےکه تم پر (آخري) عذاب آنازل هو' اور کسي طرف سے تمهیں مدد نه مل سکے !!

الله کي طرف سے جو بهترین احکام و مواعظ بهیجے گئے هیں' انکي پیروي کرو' مگر اُس وقت الیم سے پہلے' جبکه یکایک تم کو آخري ناکامیوں اور نامرادیوں کا عذاب آ گهیریگا اور تم بالکل بے خبر هو گے !!

نهو که اُس وقت حسرت و ندامت کے ساتهه اِس وقت فرصت کو یاد کرو اور تم میں سے کوئي کہے که " آه آه !! صد حسرت و افسوس میري اس کوتاهي پر' جو میں نے اپنے پروردگار کے احکام کي تقدیس و احترام کرنے میں کي ! هاے افسوس که مجکو حکم الهي سنایا جاتا تها مگر میں اُن پر تمسخر کرتا تها ! "

یا کہے که " اگر خدا میري هدایت فرماتا تو میں بهي آج پرهیزگاروں میں سے هوتا ! " (حالانکه اسی اتمام حجة کیلیے آج هدایت کي صداے دعوت بلند کي جا رهي هے)

یا پهر جب وه آنے والا عذاب سامنے آ موجود هو' تو اسکو دیکهکر حسرت سے کہے که " اے کاش مجکو گئي هوئي مهلت اور گذرا هوا وقت پهر دوباره ملجاتا' تو میں بهي نیک بنکر نیکوں کي جماعت میں شامل هو جا تا ! "

لیکن اُسوقت صداے الهی اٹهےگي که هاں' میں نے تو اپنا حکم بهیجا تها' اور اپني نشانیاں تجهے دکهلائي تهیں' پر تونے انکو جهٹلایا' اور انکے آگے جهکنے کي جگه مغرور هوگیا - میرے حکموں سے انکار کرنے والوں میں سے تو بهي تها' اب تیرے لیے حسرت و نامرادي کے سوا اور کچهه نهیں هوسکتا !!

مـــن لـــم یکـــن للـــوصـــال اهـــلا فـــکـــل طاعـــاتـــه ذنـــوب !!

اے وه لوگو' که اپنے غفلت کدوں میں سرشار خواب بے خبري هو! تمهیں معلوم هے که اس آسمان کے نیچے تمهارے لیے کیسي کیسي بربادیاں اور هلاکتیں آنے والي هیں ؟ پهر سپاهي کو اپنے بستر سے اٹهنا چاهیے' اگر طبل جنگ کي آواز آنے لگے' اور لوگوں کو پاني کي تلاش میں دوڑنا چاهیے' اگر انکے گهروں کي دیواروں میں آگ لگ جاے' تو اے عزیزان غفلت شعار! و اے سرگشتگان نشۂ بے خبري و خمار! خدا را بتلاؤ که میں کیوں تمهارے غفلت کے بستروں کو خالي' اور تمهارے پاے عمل میں حرکت نهیں دیکهتا ؟

اگر تم اپني انتهائي بربادي کے منتظر تهے' تو آه ! آه ! ثم آه ! که اُس بربادي کا اخري وقت آگیا - اگر تمهاري خواهش تهي که ذلت و نکبت کی انتها کو اپني اُن انکهوں سے' جو تیره سو برس سے عزت و عظمت هي کے نظارهٔ رحید کیلیے پیدا هوئي تهیں' دیکهه لو' تو یا حسرتا علی ما فرطتم فی جنب الله ! که اسکا وقت بهي آگیا - پهر کیا هے' جس نے تم کو بند هوا ؤ غفلت میں گرفتار کر دیا هے ؟ اور وه کونسا قهر الهي هے' جسکا انتظار تمهیں اپنے مرکز غفلت سے هلنے نهیں دیتا ؟ **فالوقت ضیق ، و الخطب شدید -**

و للاهواء رغبات و للوساس سلطـــان - فبای حدیـــث بعدهـا یومنـــون ؟ ؟

فکر و جان مال تاچند ؟ اور جستجوے عیش و راحت تابکے ؟

واعلموا ! انما اموالکم و اولادکم فتنه ' و ان الله عنده اجر عظیم - وہ زندگي ' جسمیں اپني ملت اور اپنے خداے ملت کا کوئي حصه نہو ' عیش زندگي نہیں ' بلکه ایک لعنت کونین ہے :

و ما هذه الحیـــاة الـــدنیـــا ' الا لهو ولعـــب ' و ان الاخـــرة لهـــي الحیـــوان ' لو کانوا یـــعلـــمـــون ! (۲۹ : ۶۵)

یه عیش نفس ' اور محض فکر جان و مال کی زندگي (جسکی بوجهل زنجیریں تم نے اپنے پانوں میں ڈالدي هیں) کیا هے ؟ سوا اسکے که ایک لہو ولعب نفساني هے (جسکا کوئي اثر دنیا میں باقي رهنے والا نہیں) اور اخرت کی زندگی هي اصل زندگي هے ' اگر تم سمجهو اور غور کرو !

کیا تم بهول گئے که جس متاع فاني کي خاطر چڑیوں کے طرح آشیانے بناتے ' اور چارپایوں کی طرح آذوقه ڈهونڈهتے هو ' وہ با این همه شورش وکشاکش ' ایک نه ایک دن جانے هي والي هے ' اور تم اسکي خاطر سب کچهه کرسکتے هو ' پهر اُسے روک نہیں سکتے - پهر اس سے بڑهکر اور کونسا سودا هوسکتا هے ' که ایک ایسی جانے والي وانگاں شے کو کسي کي خاطر دیدو مفت کا احسان بهي هاتهه اُس کے سر رکهه دیجیے ؟

جاں بجانـــاں ده ' ورنـــه از تـــو بستـــانـــد اجـــل
خرد تو منصف باش اے دل ' این بکن یا آں بکن !

لیکن جان دینے کی بهی بہت سی راهیں هیں - تم هتیلیوں پر رکهکـــر سامنے آؤ تو بتـــلاؤں که اس سب سے حقیـــر ' مگـــر سب سے زیادہ کام دینے والي جنس عجیب کے لٹانے کا اصلي طریقه کیا هے ؟ پهر صرف یہي راہ نہیں هے که اپنے دشمن کی تلوار کے نیچے سرونکو کٹوادو ' بلکه اس سے بهی بڑهکر یه هے که اپنے دوست کي تلوار کي نوک سے زخمي هو - زخم کهانا هی هے تو دوست هي کے خنجر سے کیوں نه تڑپیں ؟ زهر کا جام پینا هی هے تو محبوب کے هاتهه سے کیوں پییں ؟ اور جان دیني هي هے ' تو کسی کے سر رکهکر کیوں نه دیجیے ؟ آیا نه شنیدي که عارف (ابو الخیر) چه گفت ؟

غازي زپئے شهادت اندر تـــگ و پوست
غافل که شهید عشق فاضل تر ازوست
در روز قیامت ایـــن ' بـــآں ' کے ماند ؟
کین کشتهٔ دشمن ست ' وآں کشتهٔ دوست !

و من الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله ' و الله رؤف بالعبـــاد (۲ : ۱۱)

اور بعض الله کے محبوب بندے ایسے هیں جو اپني جان تـــک کو الله کي رضاجوئي کے راہ میں دیدیتے هیں اور الله اپنے بندوں پر نہایت محبت و رافت رکهتا هے !

افسوس که اس دور جوش و خروش ' اور بیداري و هشیاري میں بهي دیکهتا هوں ' تو میرے دل کي غمگیني اور اضطراب کا سامان کہیں نظر نہیں آتا -

میں دیکهتا هوں که یا تو غفلت کي سرشاریاں هیں ' یا بیداري کي کروٹیں بهي لي هیں تو انکهوں سے غفلت دوشیں کا خمار ابهي دور نہیں هوا هے - خواب غفلت کي سرشاري اور چشم نیم باز کي کروٹیں ' یه تو دو پہلي حالتیں هیں ' لیکن ان کے بعد ایک تیسرا گروہ بهی نظر آتا هے ' جو بستر سے تو اٹهه چکا هے ' مگر منزل مقصود کے نشان سے بے خبر هے - پس چلنا بهي چاهتا هے ' تو خط سفر سے نابلد هے - احرام کعبے کا باندهتا هے مگر قدموں کو حرم و بتکدے کي تمیز نہیں - حالانکه اگر منزل مقصود کے نشان کو ملنا هے ' تو صرف کعبے هی کي راہ میں ملسکتا هے ' اور وہ کئي نہیں ' بلکه صرف ایک هی هے -

بعض لوگ کہتے هیں که اگر هم نے کوئي انجمن قائم کرلي تو ان مصائب سے نجات پا جائیں گے - بعض کہتے هیں که اگر هم نے ایک بہت بڑا فنڈ مہیا کرلیا تو همارا وجود اسلام کیلیے اکسیر حیات بن جاے گا - میں نے بهي مدتوں ان امور کو سونچا هے - اسمیں شک نہیں که ان تدبیروں میں سے هر تدبیر اچهی اور ضروري هے ' پر افسوس که مرض کا اصلي علاج نہیں هے - تم اپنے سے باهر انجمنوں کو ڈهونڈهتے هو مگر بد بختي یه هے که اپنے اندر کي خلوت سے بے خبر هوگئے هو - اسلام کي حفاظت کیلیے ایک فنڈ قائم کرنا چاهتے هو ' تاکه اپني جیب اسکے حوالے کردو لیکن اس سے بهي مقدم یه هے که اپنے دلوں کو اسکے سپرد کرو که اسکے بعد تم وہ سب کچهه دیسکوگے ' جو دینا چاهتے هو ' پر اسکے بغیر کوئي چیز بهي دے نہیں سکتے !

لیکن میں ایک صداے مضطر ' اور ایک فریاد لرزاں هوں ! میري آواز کبهي نہیں تهک سکتي ' کیونکه میرا خدا اسے تهکانا نہیں چاهتا ' اور میرے آنسو کبهي نہیں تهم سکتے ' کیونکه مدتوں کے جمع کیے هوے سیلاب اشک کو اب بہنا هے اور بہانا هے - **پس جسکے پاس کان هیں ' وہ سن لے - جسکے پاس آنکهیں هیں ' وہ دیکهه لے - اور جسکے پاس دل هے ' وہ جتنا تڑپ سکتا هے تڑپ لے ' که آج خدا اور اسکے بندوں میں صلح و جنگ کي آخری ساعت هے - آج روٹهے هوے اور اسکے چاهنے والوں میں هجر و وصال کا آخری معامله هے - آج هي کسي کا دامن اقبال همیشه کیلیے خالي هونے والا هے ' اور کسي کي آستین امید همیشه کیلیے مالامال هونے والی هے !**

آج هي وہ شب موعود ' اور وہ لیلة القدر هے ' جبکه محروم هونے والے محروم هوجائیں گے اور منانے والے روٹهے هوئے کو منالیں گے - وہ قوموں کے حیات و فنا کي فیصله کن گهڑیاں ' جبکه ایک کو دائمي مایوسي ' اور دوسرے کو همیشه کي امید و شاد کامي ملے گي - ایک و دائمي هجر کا عذاب الیم ' مگر دوسرے کو همیشه کي بشارت لطف عمیم کي تقسیم هوگي ' بہت قریب هے که ظاهر هوجاے - وہ ' جس نے اب سے هزاروں برس پہلے ایک ایسے هي وقت میں (سعیر) کے دامن سے اپنا رشته کاٹا ' اور (فاران) کي چوٹیوں پر اپنا چهرہ دکهلایا تها ' اب پهر وقت آگیا هے که اپنا چهرہ دکهلاتا ' اور اپنے مشتاقوں کو ڈهونڈهتا هے - اگر تم نہیں دیکهه سکتے تو آنکهوں کو تلاش کرو - پر میں دیکهتا هوں اور مجهے مت جهٹلاؤ - اگر تم نہیں سن سکتے تو میرے کانوں سے سنو ' پر مجهسے گردن

نه موڑو که دنیا نے تم سے گردن موڑ لی هے - آه ! آه ! ثم آه ! علی ما فرطتم فی جنب الله ! که اسکی صداے لا یزال و لم یزل ' آج اپنے چاهنے والوں سے کچهه کهه رهی هے : فهل من مدکر :

اے وه لوگو ! که تم نے میرے مقدس رشتۂ عشق کے تقدیس کی تحقیر کی اور میرے طرف سے گردن موڑ لی ! ! کیا تم بهول گئے که تم دنیا میں بے نام و نشان تهے ' پر میں نے اپنے نام کی عظمت کے ساتهه تمهارے نام کو بلند کیا - تم دنیا میں حقیر و محتاج تهے ' پر میں هی قدوس و ذوالجلال تها که میں نے دنیا کی عظمتوں اور دنیوی کبریائیوں کو تمهارے قدموں پر ڈالدیا تها - تم گمراه تهے پر میں نے تمهارا هاتهه پکڑا - تم فقیر تهے ' پر میں نے خشکیوں اور سمندروں کی حکمرانی تمهیں بخشدی - تم جهل و بے خبری کی تاریکی میں تهے ' پر میں نے تمکو پچهلوں کے علم و حکمت کا وارث ' اور آنے والوں کیلیے چراغ علم و مدنیة بنایا - پهر تم کو کیا هوگیا که تم نے مجهکو چهوڑدیا ' اور میری محبت کے دامن قدس کی تحقیر کی ؟ وه اور کونسا پیکر حسن و دلربائی تها ' جسکا حسن میرے جمال جهاں آرا پر غالب آگیا ' اور میرے حسن کی پرستش چهوڑ کر تم نے اسکی پایگاه معشوقیت پر پیشانی رکهی ؟ وه میری کائنات عالم میں میرے سوا اور کون تجلی گاه حسن و رعنائی هوسکتا هے ' جو مجهه سے چهڑاکر تمهیں اپنا مفتون و شیدا بنا لے سکتا هے ؟ پهر بتلاؤ که مجهسے کٹ کر تم نے کونسا نیا رشتۂ کامرانی جوڑا ' اور مجهکو چهوڑ کر کیا تها ' جو تمهیں مل گیا ؟ تم نے مجهکو چهوڑا ' لیکن پهر کیا میری دنیا کی هر قوت نے بهی تمهیں نهیں چهوڑ دیا ؟ تم میرے آگے جهک کر پهر مغرور هوگئے ' لیکن کیا یه نهیں هوا که تمام دنیا بهی تمهارے آگے مغرور هوگئی ؟ تم نے مجهسے صلح نه کی ' پهر کیا نهیں دیکهتے که آج تمام دنیا تم سے جنگ کر رهی هے ؟ جب تم میرے آگے نهیں جهکے ' تو بتلاؤ که میری دنیا کو اپنے آگے جهکانے کے کیوں آرزومند هو ؟ جب تم مجهسے پهر گئے تو بتلاؤ که میری دنیا تمسے کیوں نه پهرجاے ؟

اے نا دانوں ! اب بهی مان جاؤ که میرا دروازۂ رحمت و بخشش تو کبهی بهی بند نهیں - اب بهی مجهسے صلح کرلو ' که مجهسے جنگ جاری رکهکر تم کبهی بهی کامیاب نهیں هوسکتے - دنیا کا هر دروازه تم پر بند هوسکتا هے ' مگر میرا هی ایک دروازه هے ' جو صرف کهلنے کیلیے هے ' بند هونے هونے کیلیے نهیں هے - تم هزاروں مرتبه اس دروازے سے بهاگو ' پهر بهی وه تمهاری آمد کا منتظر هے ! !

باز آ باز آ ! هر آنچه کردی ' باز آ !
گر کافر و گبر و بت پرستی ' باز آ !
این درگه ما درگه نومیدی نیست
صد بار اگر توبه شکستی ' باز آ !

یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ' ان الله یغفر الذنوب جمیعا ' انه هو الغفور الرحیم (۳۹ : ۵۵)	اے میرے بندو ' که تم نے میری نا فرمانیاں کرکے طرح طرح کے ظلم خود اپنی جان اور اپنی زندگی پر کیے هیں ' گو وه کتنے هی سخت اور غضب انگیز هوں ' تاهم اپنے پروردگار کریم کی رحمت و رافت سے مایوس نهو ! ! توبه کرو اور اسکے آگے جهک جاؤ ! وه تمهارے تمام قصوروں کو معاف کردیگا - وه تو بهت هی بڑا بخشدینے والا ' اور مهربان هے ! !

⁂ ⁂ ⁂

اے عزیزان ملت ! میں کیونکر تمهیں اپنے دل کے خونچکاں ٹکڑے دکهلاؤں ' جسکے هر ٹکڑے میں زخموں اور ناسوروں کے هزاروں نشان هیں ! اور پهر میں کیونکر اپنا دل تمهارے پهلو میں رکهدوں که تم اس صداے الهی کو نهیں سنتے ' پر میں سنتا هوں اور کانٹوں پر لوٹتا اور آگ کے شعلوں میں تڑپتا هوں - تم میری آواز سن سکتے هو ' پر اس سوزش و اضطراب کے آتشکدے کو تو نهیں دیکهه سکتے ' جو میرے اندر سلگ رها هے ' اور جسکے شعلے اب اسقدر بهڑک اٹهے هیں ' که میں انکے دهویں کو نهیں دبا سکتا -

میں راتوں کو بستر پر لیٹتا ' اور دن کو کاموں میں سرگرم رهتا هوں لیکن مجهکو میرا گم شده دل نهیں ملتا هے ' اور میرے کان میرے قبضے میں نهیں رهتے ! !

⁂ ⁂ ⁂

آجکل کی گرمیوں کی راتوں میں ' جبکه ایک عالم رات کی ٹهنڈی هواؤں کے مزے لوٹتا ' اور خواب نوشیں کی راحت فرمائیوں میں مست و بے خبر هوتا هے - جبکه ابتدائی نصف رات کی چهل پهل ختم هوجاتی ' اور پچهلے پهر کا مقدس اور لاهوتی وقت شروع هوتا هے ' تو میں اس وقت اپنے غم کدے کے ایک کنج باغ کی سنسان اور فکر پرور تنهائی میں ' عیش خواب سے مهجور ' اور راحت بالش و بستر سے محروم ' پڑا هوتا هوں - پهر تم یقین کرو که میں اسکو دیکهتا هوں ' جسکی روشنی بجلی کی طرح شعله آسا ' لیکن بجلی کی طرح نظروں کو خیره کرنے والی نهیں هوتی - میرے کانوں میں اسکی ایک صداے سامعه نواز و نغمه آسا آتی هے ' جو دریاؤں کی آهسته روانی سے مشابه ' یا کسی دور کی صداے ارغنون کے مانند هوتی هے -

میں ایک پکارنے والے کی پکار کو سنتا هوں ' جسکی نسبت نهیں کهه سکتا که وه اوپر هے ' پر مجهے خیال هوتا هے که اوپر هے - جبکه وه کهتا هے که :

هل من تائب ' فتوب علیه ؟ هل من مستغفر ' فاغفرله ؟ هل من سائل فاعطیه ؟ یا طالب الخیر اقبل ! و یا طالب الشر اقصر ! (۱)	آج کوئی توبه کرنے والا هے که میں اسکی توبه کو قبول کروں ؟ کوئی طالب مغفرت هے ' که میں اسے بخشدوں ؟ کوئی مجهسے مانگنے والا هے که میں اسے عطا کروں ؟

(۱) یه وه مشهور حدیث هے ' جسکو امام بخاری صحیح کے آخری حصے میں بذیل کتاب التوحید لاے هیں ' لیکن میں نے جو الفاظ لیے هیں یه دار قطنی وغیره کی روایت کے هیں - بخاری کے الفاظ یه هیں : من ابی هریره : ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال : یتنزل ربنا تبارک و تعالی کل لیلة الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الاخر ' فیقول : من یدعونی فاستجیب له من یسالنی فاعطیه ' من یستغفرنی فاغفر له "

لیکن یه حدیث مختلف روایات اور الفاظ میں بکثرت روایت کی گئی هے ' اور اسکے الفاظ علی الخصوص نزول الی السماء الدنیا کی تفسیر و توجیهه پر بڑی بڑی بحثیں کی گئی هیں - بخاری کی اس روایت میں تو مطلق رات کے ثلث اخیر کا ذکر هے ' لیکن دیگر روایات میں خصوصیت کے ساتهه شب جمعه کی قید بهی آئی هے - بعض روایات میں شب جمعه کی قید نهیں هے مگر ثلث اخیر کی جگه " حتی یمضی شطر اللیل " هے -

کتب قوم میں اسپر بحثیں کی گئی هیں که الله تعالی کے نزول سے کیا مقصود هے ؟ حنابله اور عام محدثین کا (جنکو تشبه و تجسم اور ظاهریت محض سے متهم کیا جاتا هے و حاشا که وه اس سے بری هیں) یه مسلک هے که قرآن و حدیث کے متشابهات کو بار یخهٔ تاویل و توجیهه هرکه و مه بنانے کی جگه ' بهتر سمجهتے هیں که علم الهی کے حوالے کردیں ' اور حق یه هے که احوط و بر امن مسلک یهی هے - تاهم اکثر شارحین بخاری و ائمه فن متاخرین مثلاً امام شوکانی وغیره رحمهم الله تعالی کے صاف لکهدیا هے که نزول سے مقصود تعاطف خفی هے

[بقیه نوٹ کے لیے صفحه ۸ - ملاحظه هو]

هاں کوئي هر طرف سے کٹ کر میرے طرف آنے والا هے که میں اُسے آغوش میں لیلوں ؟ کوئي میرے آگے تڑپنے والا هے که میں اُسے تسکین دوں ؟ کوئي میرے آگے خاک اضطراب و انابت پر لوٹنے والا هے' که میں اُسے اپني گود میں اُٹھا لوں ؟ یعنے کوئي هے که میرا بن جانے والا هو' اور میں بھي اُسکا هو جاؤں ؟ اور کوئي هے ' جو مجھسے پیار کرنے والا هو' تاکه میں بھي اُسے پیار کروں ؟ پھر وہ کہاں هیں' جو مجھے ڈھونڈھنے والے هیں ' اور وہ کیوں نہیں دوڑتے جو میرے لیے تشنه هیں ؟ میں انکے لیے' جوکه پیاسے هیں' پاني هوں' اور انکے لیے ' جو مایوسي سے تھک گئے هیں' امید هوں ! اگر تم زخم هو تو میرے طرف آؤ که میں مرهم هوں' اور اگر تم بیمار هو تو مجکو ڈھونڈھو که صرف میں هی شفا هوں ! تم کیوں غیروں کي ٹھوکریں کھاتے هو' اور میري آغوش محبت سے بھاگتے هو ؟ حالانکه میں تو وہ هوں' که اگر تم ایک بالشت میري طرف بڑھو' تو میں ایک هاتھه آگے بڑھکر تم سے ملوں - اگر تم ایک هاتھه میرے طرف آؤ' تو میں ایک گز آگے بڑھکر استقبال کروں - اور اگر تم چل کر میري طرف آؤ' تو میں دوڑ کر تمهاري طرف آؤں !! (۱) اگر تم میرے ملنے کو محبوب رکھوگے تو یاد رکھو که میں بھي تم سے ملنے کو محبوب رکھونگا - اور اگر تم مجھسے پھر جاؤگے تو میں بھي تم سے پھر جاؤنگا - (۱) اے طالب خیر! تو کہاں هے که میں تجھے پکار رها هوں - جلدي کر! جلدي کر! که یهي مانگنے کا وقت هے - اور اے شر کے پیچھے اپنے تئیں ناداني سے کھونے والو! اب بھي باز آجاؤ اور کمي کرو که یهي وقت هے' یهي وقت هے' اور صرف یهی وقت هے که میں تم کو بچالوں !! "

با گنه گاراں بگـــریـم تا نیفـدازند دل
من وفاے دوست را در بے وفائي یافتم !

پس اے اخوان عزیز! اس آواز کو سنو اور اگر نہیں سنتے تو میري ترجماني کو مت جھٹلاؤ که میں سو رها تھا لیکن اُس نے مجھکو نیند سے جگا دیا - پھر که غفلت سے چونک کر بھي غفلت هي میں رهو' اور بستر سے اُٹھو بھي تو بستر کي جگهه راه میں سرجاؤ - اُس شخص کي غفلت میں جو بستر پر پڑا هو' اور اسمیں جو هشیاروں کی طرح چلکر غلط راستوں میں پھنسکر رہ گیا هو' کوئي فرق نہیں - یه تمهارا آجکل کا اضطراب مبارک هے - یه تمهاري جستجوے مقصود ایک رحمت الهي هے - یه تمهاري آمادگی اور مستعدي اُمید کا فرشته ' اور همت کا پیغام هے - مگر میري سنو اور الله کي پکار کي طرف سے غفلت نه کرو - اگر سنبھلنا چاهتے هو تو ایک هي هاتھه هے جو تمهیں سنبھال سکتا هے - محض انجمنوں کا قائم کرلینا' ممبروں کے نام سے ایک گروه جمع کرلینا ' اور صرف روپیے کی کسي بڑي مقدار کي فراهمی پر بھروسه کرلینا ' غفلت کے بعد دوسري غفلت هے' جو تمهیں بستر ضلالت پر ڈالدیگي ' اور آخري وقت عمل هاتھه سے نکل جائیگا - اصلي اور ایک هي وسیلهٔ فوز و فلاح (اے دنیا میں تبدیلی چاهنے والو!) یه هے که اپنے اندر تبدیلي پیدا کرو' اور احکام الهي کے اعتقاد و عمل کا عهد واثق کرکے اُٹھه کھڑے هو - توبه کرو توبه کرو که تمهارے تمام دکھه کي دوا صرف توبه هي هے - خدا کے آگے جھکو اور اسکو پیار کرو ! اُسکو اپنے سے مناؤ که جب تک دوست کو اپنے سے راضی نه کرلوگے ' خواه کتني هي محنت و مشقت کرو' لیکن کبھی مقبول نہوگی - و لله در ما قال :

من لـم یدن للـو صل اهـلاً
فکل طـاعـتـه ذنـوب !

میں چپ تھا ' پر اب اُٹھا هوں که جو سن رها هوں ' تم کو بھي سناؤں - آؤ که هم سب ملکر اسکے دروازے پر جھکیں' اور ایک " مخلص و مجاهد " جماعت الهی بن کر صرف اُسی کے هورلیں - اسی کی دعوت هے' جسکی طرف بلاتا هوں ' اور صرف یهي میري بقیه زندگی کا مقصد و وظیفه ' اور غایت جهد و عمل هے' جسکے لیے خدا سے استقامت کا طلبگار هوں - پس مبارک هیں وه ' جو میري سنیں' اور خدا کي طرف بڑھیں' اور آخر کی کامیابي اُنهي کیلیے هے -

اولئك الذین هدا هم الله' و اولئك هم اولو الالباب (۳۹ : ۲۰)

(۱) یه بھي ایک حدیث مشهور کا مین ترجمه هے ' جسکو امام بخاري نے کتاب التوحید میں بروایت ابو هریره درج کیا هے که :

" اذا احب عبدي لقائي ' احببت لقائه - و اذا کره لقائي ' کرهت لقائه "

اور قرآن کریم میں بھي کہا هے که : " فاذکروني اذکرکم' و اشکرو لي و لا تکفرون " یعنے تم میرا ذکر کروگے تو میں بھی تمهیں یاد کرونگا - الله الله ! کیا شان عشق و عاشقي هے !! ولنعم ما قیل في هذ الباب :

عاشقاں هرچند مشتاق جمال دلبرند
دلبراں بر عاشقاں از عاشقاں عاشق ترانند

امام غزالي نے احیاء میں ایک حدیث درج کي هے : " الا طال شوق الابرار الی لقائي' و انی الیهم لاشد شوقا " اسکے الفاظ تو ثابت نہیں (جیسا که صاحب تخریج احیاء نے اعتراف کیا هے) مگر مطلب وهي هے -

[بقیه نوٹ صفحه ۷ کا]

جیسا که بعض دیگر احادیث بخاري وغیره میں صلوة عصر و فجر کي نسبت آیا هے' اور یهي سرگروه ارباب تاویل و اسرار' امام غزالي نے احیاء میں لکھا هے -

اصل یه هے که شب کا آخري وقت ایک مخصوص اثر و کیفیت کا وقت هے - اور جیسا کچھه هے' اسکو صرف ارباب درد و حال هي سمجھه سکتے هیں - میں تو کہتا هوں که اگر ایک هستي اعلی و محبوب هے' تو وہ کب اپنے بندوں سے غافل هے ؟ لیکن ضرور هے که رات کے پچھلے پہر کي خلوت هي میں اپنے عشاق سے مجلس راز و نیاز گرم کرے - انکي آه و زاري سنے اور اپني صداے وو امید سنائے - غیروں کیلیے دن کي ملاقاتیں هوتي هیں ' مگر اپنوں کیلیے شب کي مخفي صحبتیں - دن آرزوؤں میں کاٹیے ' مگر وصل کیلیے رات هي کا انتظار کرنا چاهیے - یهی وہ تصفیهٔ باطني و ذهاب الی الله کا مقام اعلی هے ' جسکي نسبت سوره زمر میں فرمایا :

امن هو قانت اناء اللیل ساجداً وقائماً یحـــذر الاخرة ' و یرجوا رحمـــة ربه' قل هل یستوي الذین یعلمون والذین لا یعلمون ؟ (۳۹ : ۱۳)	بھلا وہ شخص جو رات کے اوقات تنهائي و خلوت میں اپنے خدا کے سامنے هر طرف سے کٹکر جھک گیا هے - کبھي جوش اضطراب سے اسکے آگے سجده میں گرجاتا هے ' کبھي اسکے آگے هاتھه باندھکر غلاموں اور مجرموں کي طرح کھڑا هو جاتا هے ' کبھي آخرت کي منزلوں کے تصور سے

ڈرنے لگتا هے ' اور پھر کبھي اسکي شان کریمي و رحمت کو یاد کرکے امیدوار بخشش هوجاتا هے - تو بتاؤ که کیا ایسا شخص ' اور سرشاران غفلت و حجاب ' دونوں برابر هیں ؟ اور پھر کیا صاحبان علم و گم گشتگان جهل ' دونوں کا ایک هي درجه هے ؟

یه موقعه نہیں که اس آیت کے متعلق کچھه عرض کروں ' لیکن یاد رهے که یه ایک نہایت اهم اور بصیرت طلب آیۃ کریمه هے - ایک ایسے قانت و منقطع شخص کي مثال دیکر فرمایا که " هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ؟ " غور کیجیے که اسکو علم و جهل سے کیا تعلق تھا ؟ اصل یه هے که جو حالت اس شخص کي بیان کي گئي هے ' وهي في الحقیقت علم و حکمة حقیقیه کا انتهائي مرتبه هے ' اور وهي حالت هے جسے علم کا اصلي نتیجه یقین کرنا چاهیے - کاش البیان جلد نکلے اور میرا قلم بندش گنجایش الهلال سے آزاد هو ' که یه چیزیں حاشیوں میں لکھنے کي نہیں هیں - والامر بیده سبحانه و تعالی -

(۱) یه مین ترجمه هے اُس حدیث قدسي کا ' جسکو امام بخاري نے کتاب التوحید کے باب ذکر النبي و روایته عن ربه) میں سب سے پہلے بروایت شعبه ' عن قتاده ' عن انس رضي الله عنهم درج کیا هے که : " اذا تقرب العبد الی شبراً ' تقربت الیه ذراعاً - واذا تقرب مني ذراعاً ' تقربت منه باعاً ' و اذا اتاني مشیاً ' اتیته هرولة "

ایک دوسري روایت (عن انس بن مالک عن ابي هریرة) میں " باعاً " کي جگه " بوعاً " کا لفظ بھي آیا هے -

شؤون عثمانیه

داستان خونین

یعني مظالم وحشت کارانۂ اقوام مسیحیۂ فرنگ ' و روایات مرثقۂ شہداء جنگ و مراسله نگاران جرائد

(۱)

ناظرین کو یاد هوگا که پچھلے دنوں قسطنطنیه میں " مجلس دفاع ملي " کے قیام کي اطلاع الهلال کے کالموں میں دي گئي تھي -

اس مجلس نے ایک سب کمیٹي اس غرض سے بھي قائم کي تھي که جنگ بلقان میں جو مسیحي مظالم خونین یورپین ترکی کے مسلمانوں اور غیر معارب باشندوں پر کیے گئے هیں ' اور جو چشم دید بیانات اور روایات مرثقه ' مراسله نگاران جنگ کے ذریعه مشتہر هوچکي هیں ' انکو ایک رسالے کي صورت میں جمع کرکے مختلف السنۂ یورپ میں شائع کرے ' تاکه یورپ کے ادعاء انسانیت و نوع پروري کا ایک آخري امتحان هوجاے -

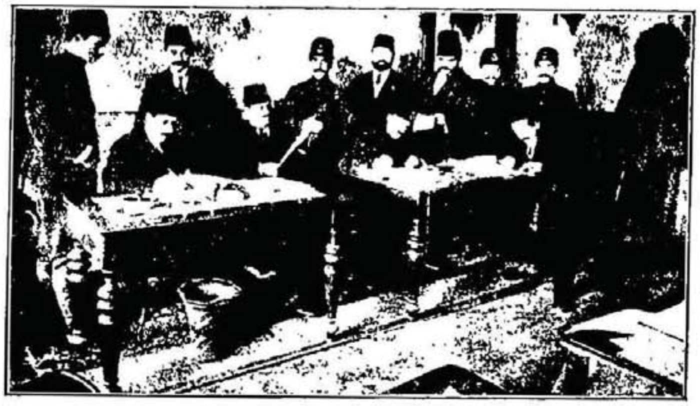

" مجلس دفاع ملي " قسطنطنیه کي سب کمیٹي ' جس نے مظالم بلقان کي روئداد شائع کي -

اس سب کمیٹي کي یه مستعدي قابل تحسین هے که تھوڑے هي عرصے کے اندر اس نے اپنا کام پورا کردیا - چنانچه پچھلي ڈاک سے همارے پاس شائع کرده روئداد مظالم کا ایک نسخه آگیا هے جو انگریزي میں هے ' اور بہت ضروري هے که اسکا ترجمه اردو میں شائع کردیا جاے ' تاکه جو هاتھ آج ماتم کیلیے اٹھے هوے هیں ' انکو پہلے اپني خانماں بربادیوں کا پورا علم هوجاے -

رسالے کے ابتدا میں سر آدم بلاک (Sir Adam Block) نے ایک مختصر اور سنجیده دیباچه لکھا هے - آج کي اشاعت میں اسکا ترجمه شائع کرتے هیں - اسکے بعد اصل رسالے کا مسلسل ترجمه شائع هوتا رهے گا ' اور پھر ایک رسالے کي شکل میں جمع کردیا جالیگا -

بہتر هو اگر معاصر دهلي (کامریڈ) اسکو بعینسه نقل کرنا شروع کردے - (الهلال)

— * —

اس رسالے کے دیباچه لکھنے کي مجھه سے فرمایش کي گئي هے - اس امر کا خوف تھا که ملي اور جنسي عداوتیں جو گذشته ربع صدي میں مقدونیه کے اندر بر انگیخته هوئیں اور جنکا ذمه دار صرف ترکي سوء انتظام هي نه تھا ' اس جنگ کے چھڑنے پر بھڑک اٹھیں گي - ایک بالکل نو آموز شخص بھي بلقان کي درخواست کے ناگزیر نتائج کي تلوار سے پیش بیني کرسکتا تھا -

یقیناً گذشته چند ماه میں مقدونیه کا اس سے زیاده نقصان هوا ' جتنا که سالها سال میں ترکوں کي بري حکومت کے اندر هوسکتا تھا -

جنگ کي خوفناکیوں پر ' جنمیں هزارها آدمي هلاک هوے ' مقدونیه کے مسلمانوں کي علمي نابودي کا بھي اضافه کیا گیا !

اس جنگ میں موجوده متمدن جنگ آرائي کے مسلمه اصول کا خیال نہیں رکھا گیا - ایسي اصول شکني کي متمدن سلطنتوں کي جدید جنگوں میں نظیر ملنا آسان نه هوگا -

فاتح کا قتل و ظلم ' اور دباو کے روکنے کے نا قابل هونا ' اسکي عزت کے لیے نتیجه خیز نہیں هوسکتا ' اور گو میں " مسلمانوں کي بیخ کني کي سونچي سمجھي هوئي پالیسي " کو انکي طرف منسوب کرنا نہیں چاهتا ' مگر عملي طور پر ایسا ضرور هوا -

حلفاء بلقان افسوس کرینگے که بڑي حد تک انهي کے قصور کي وجه سے اب مقدونیه " انڈے کا ایک خالي چھلکا " اور آتش و تیغ کي بربادي کي هوئي صرف ایک ایسي زمین رهگئي هے ' جس سے مسلم آبادي ' اسکي کاشت کرنے والي مصیبت اور تکلیف کے ساتھه بالکل نکالدي گئي هے !

جنگ اور کشور ستاني ' دونوں جائز قرار دیجا سکتي هیں ' لیکن صرف اسي حالت میں ' که وه مقبوضه مقامات کي آبادي کے لیے خوشي اور فوائد لائیں -

یه ممکن هے ' مگر کسیطرح یقیني نہیں ' که حکام کا تغیر مقدونیه کي مختلف عیسائي قوموں کے لیے مفید هو ' مگر یه امر تو نصف النہار کي طرح روشن هے که جنگ مسلمان باشندوں کے حق میں مفید هونے کے علاوه کوئي اور چیز هي ثابت هوئي ' اور انکي بربادي ' ملک کي آینده سرسبزي پر همیشه ایک مصیبت انگیز اثر رهیگي -

میں ایک منٹ کے لیے بھي یه دعوی باطل نہیں کرتا که گذشته زمانے میں ترک جرموں اور زیادتیوں سے معصوم رهے هیں ' یا گذشته چند ماه میں خون ریزي کے الزام سے وه بالکل بري تھے -

تاهم دو پیمانے اور دو بٹکھرے نہیں هوسکتے - یورپ اور متحده حکومت کا وه دباؤ ' جسکو ترکوں پر سخت سے سخت ملامت (اڈمینشن) کے پاس کرنے میں بھي کبھي باک نہوا ' اس موقع پر یقیناً سخت حیرت انگیز طور پر خاموش رها هے -

اهل مشرق اور خصوصاً ترکوں نے همیشه انگریزوں کي عزت ' اور

ان پر اعتماد کیا ہے - کیونکہ وہ ایک منصف قوم مشہور ہیں - مجھے خوف ہے کہ یہ یقین اب رخصت ہو رہا ہے -

صرف ان کمبخت واقعات کی مناسب تحقیقات، اور مجرم کی سزا پر اصرار ہی کے ذریعہ سے یہ ممکن ہے کہ " ناانصافی " کا احساس شدید جو اسوقت ترکوں کے دلوں میں کھٹکرہا ہے، جڑ سے اکھیڑا جاسکے -

مجھے اعتماد ہے کہ میں غلطی کر رہا ہوں مگر میری راے ہے کہ اگر اس طرح کے واقعات کو، جیسے کہ اس اشاعت میں شائع کیے گیے ہیں، بغیر اسکے کہ ان پر توجہ اور ملامت کیجائے، گزر جانے کا موقع دیدیا گیا، تو ہمارے، اور ہمارے ہم زندگی مسلمان رعایا کے درمیانی تعلقات، بالاخر ایک سنگین معاملہ ہو جائیگا -

میں نے ان دریافتوں اور تفتیشوں میں حصہ نہیں لیا ہے جو اس رولداد کی اشاعت کا باعث ہوئی ہیں - ہر تفصیل کی صحت کی بابت خواہ کتنا ہی شک کیوں نہ ظاہر کیا جائے، تاہم اس امید کیلیے کافی مقدار رکھتی ہے کہ یورپ، جس نے ترکوں کی بد کاریوں کے رولداد پر نہایت آسانی اور تیزی سے اعتبار کرلیا تھا، ان واقعات کو ایک طرف نہ ڈالدیگا جواب اسکے سامنے رکھے جائینگے -

زخم رسیدہ مسلمان آبادی کے مصائب کسی طرح ختم نہیں ہوے - ارخبیل کے بندر گاہ سے رہی غمگین افسانے ان فاقہ زدہ اور محتاج مہاجرین کے پہنچ رہے ہیں، جنکے لیے سرمایے کی سخت ضرور تمند ترکی حکام کوشش کر رہے ہیں انکی موجودہ کوشش صرف اسلیے ہے کہ اس جگہ کے عوض، جسکو وہ لاعلاج طور پر ضائع کر چکے ہیں، گھروں کی تلاش کرنے کے لیے وہ کسی طرح ایشیاء کو چک پہنچ جائیں -

گذشتہ کی تلافی تو اب قریباً خارج از سوال ہے - مردے تو ہمیشہ کے لیے گئے - لیکن اگر دول یورپ میں ایک یا ایک سے زیادہ سلطنتیں ان لوگوں کی نسبت، جوان خوفناک ایام کے بعد مہینوں زندہ رہے، کوئی اہم دلچسپی لینے کے لیے تیار ہیں، تو بڑی حد تک ماضی کی تلخی اور گذشتہ کے زخموں کو اچھا کرسکتے ہیں - نیز مشرق و مغرب اور ہلال و صلیب کی مصالحت کا راستہ اس سے ہموار کیا جا سکتا ہے -

حادثۂ ادرنہ

(مقتبس از جرائد مختلفۂ استانۂ علیہ)

(۲)

تصریحات جرائد

انتہائی مدافعت کے بعد ادرنہ کا سقوط ایک ایسا تاریخی واقعہ ہے جو ثناء عظیم و مجد دائم کا مستحق ہے - اس دعوے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ دنیا کے تمام اخبارات نے اس واقعہ کو حادثۂ جلیلۂ عالم قرار دیا ہے، اور تاریخ کے ان نادر واقعات میں سے شمار کیا ہے، جن کی مثال گذشتہ صدیوں میں مشکل سے ملتی ہے -

اس سلسلہ میں ہم چند عثمانی اور اجنبی اخبارات کے اقوال نقل کرتے ہیں :

(صباح) قسطنطنیہ لکھتا ہے :

یہ خبر پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ ادرنہ، جس نے اپنی محافظ فوج سے کئی چند زیادہ فوج کے مقابلے میں اپنے ثبات سے تمام عالم کو حیرت میں ڈالدیا تھا، بلغاریوں کے ہاتھوں ساقط ہو گیا - بیشک اس خبر نے ہمارے دلوں سے خون، اور آنکھوں سے آنسو بہایے !!

مگر کیا کیجیے - یہ قضا و قدر کا حکم تھا جو رد جا سکتا -

ادرنہ چہار شنبہ کے دن ساقط ہوا -

ادرنہ کے بطل عظیم شکری پاشا نے (جنھوں نے عثمانی تاریخ عسکری میں شرف عظیم کے ایک صفحۂ طلائی کا اضافہ کردیا ہے) حکومت کو ایک تار بھیجا تھا - اسمیں لکھا تھا " دشمن آگے کے استحکامات پر آگیا ہے - ہماری فوج قلعہ کی طرف ہٹ آئی ہے - میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ سرکاری اور فوجی عمارتوں کے ڈھانے، توپوں کے خراب کرنے، ذخائر کے جلانے، اور اسی قسم کی تمام ضروری کارروائیوں کے بعد اپنی زندگی کے اخریں نفس حیات تک لڑونگا، تاکہ اگر میں مغلوب ہوں اور دشمن داخل ہو جائیں، تو ان کو با عظمت ادرنہ کی جگہ محض ایک چٹیل میدان ملے، جسمیں نہ ڈھانے کیلیے عمارتیں ہوں، نہ بے حرمتی کیلیے مساجد "

اس تار کے بعد ہمیں جسقدر معلومات ملی ہیں، انکا سرچشمہ صرفیا ہے - ان معلومات سے قائد جلیل شکری پاشا کے اخری تار کی حرف بحرف تائید ہوتی ہے - بہرنوع ابھی حقیقت حال پوشیدہ ہے کیونکہ اس بارے میں روایتیں مختلف ہیں - کل یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ شکری پاشا نے خودکشی کرلی - اسکے بعد کے تاروں نے اسکے برعکس بیان کیا - سچ یہ ہے کہ سقوط کی اصلی روداد کے لیے ہم کو ابھی دو تین دن انتظار کرنا چاہیے "

(صباح) ایک دوسرے افتتاحیہ میں لکھتا ہے :

اِن اخری حوادث اور ان درد انگیز مصائب کے باوجود جو سقوط ادرنہ کی بدولت ہم پر نازل ہوے ہیں، ہم اپنے آپ کو ایک معزز نام کے ذکر کے سامنے پاتے ہیں، جو تا ابد محفوظ رہیگا - وہ کون ؟ غازی شکری پاشا ! ادرنہ کی مشہور مدافعت اور خوارق شہامت و حمیت، جو ایک عظیم الشان مقاومت، اور ایک حیرت انگیز ثبات کے سلسلے میں ظاہر ہوے ہیں، ہماری آنکھوں کے سامنے مجسم کھڑے ہیں ! ادرنہ نے اپنے اس شاندار کارنامے سے جیش عثمانی کی تاریخ شجاعت میں ایک درخشاں اضافہ کیا ہے، اور یہ اسلام کی معجزات بسالت کا ایک مزید روشن ثبوت ہے - شکری پاشا نے مسلمانوں کے لیے ایسا نام پیدا کیا ہے، جسکو زمانہ کبھی نہیں مٹا سکتا -

ہاں ادرنہ ساقط ہوگیا، لیکن شرف عثمانی بڑھگیا - اس کے دامن عزت اور رداے عظمت کا داغ مٹ گیا -

ادرنہ کی محافظ فوج لڑی، حتی کہ گلی کوچوں تک میں !! اور یہ تمامتر صرف ایک شخص، یعنی بطل عظیم ادرنہ، شکری پاشا کی ہمت کی بدولت !!

پس اے بطل عظیم تو کہاں ہے ؟ اور اے پیکر احترام و عظمت ! تجھے کیا ہوا ؟ آہ ! کس کو حقیقت حال معلوم ہے !

لوگ کہتے ہیں کہ سرکاری اور مذہبی عمارتوں کے ڈھانے، اور توپوں کے خراب کرنے کے بعد شکری پاشا نے دشمنوں کے دیکھنے پر خودکشی کو ترجیح دی، اور اسطرح مرحوم علمدار کی پیروی کی، کہ جب وہ ینگ چریوں کے نرغے میں گھر گئے تھے، تو انھوں نے بھی اپنے اعدا کے دیکھنے پر موت کو ترجیح دی تھی - اگر یہ خبر صحیح ہے تو پھر بھی شکری پاشا کی کارروائی عجائب و خوارق میں شمار کیجائیگی، اور مسلمانوں پر فرض ہے کہ جب انکا نام لیا جائے تو تعظیم کے لیے سر جھکا دیں، اور اس بطل عظیم کے اعمال و خدمات کی اسی طرح قدر کریں، جسطرح کہ مغربی قومیں اپنے ابطال مشاہیر کی کرتی ہیں -

لیکن ہم صمیم قلب سے امید کرتے ہیں کہ یہ روایت غلط ثابت ہوگی، کیونکہ اسوقت وطن عزیز کو شکری پاشا ایسے مخلصوں جنکو اپنے وطن مقدس کی ترقی کے علاوہ اور

کشی کی خبر غلط ثابت ہوئی)

کے لیے ماتم کا دن

ہے - ہم کو چاہیے کہ اس دن کو یاد رکھیں اور ہمیشہ ماتم کریں -

اس مصیبت کی عظمت کے اظہار کے لیے ہم کو چاہیے کہ علامات حزن و الم وضع کریں ' تا کہ وہ ہم کو یاد دلاتے رہیں کہ ہم کو اپنے دشمنان شرف سے بدلہ لینے کے لیے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے -

یہ علامات حزن گو ایک عرصہ تک ہمارے زخمہاے دل کو ہرا' اور درد و سوز کو تازہ رکھینگے' لیکن اسکی انتہا اس پر ہوگی کہ ہم اپنے وعدوں کو پورا ' اور فرائض کو ادا کرینگے' اور اپنے شرف کو ان داغہاے عار سے پاک کرسکینگے' جن سے افسوس کہ وہ اسوقت آلودہ ہو رہا ہے - اور پھر اس مسجد و ملک کو واپس لے سکیں گے ' جنکو ہم اسوقت کھو بیٹھے ہیں -

گو دوران سقوط میں ادرنہ کی اصلی سرگذشت کا ہم کو علم نہیں ' لیکن تا ہم ان جستہ جستہ اقوال سے جو یورپ سے ہمارے دار السلطنت میں آئے ہیں ' معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بہادر سپاہی دشمن سے رو در رو سفید اسلحہ سے لڑے' اور جب دشمن شہر میں داخل ہوا تو سڑکوں ' گلیوں ' بلکہ گھروں تک میں ہر ہر قدم پر لڑے' اس درجہ کشت و خون کے بعد دشمن کو کیا ملا؟ مٹے ہوے کھنڈر ' اجڑے ہوے گھر ' جنمیں آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے' اور منتشر پتھر ' جن پر زمانہ کا دست ہلاکت دراز ہوچکا تھا ! !

ہم میں سے ہر شخص جانتا ہے کہ ہمارے حقیقی دشمن کون ہیں؟ کیا صرف بلغاری ' یونانی ' اور سروی ہی ہیں ؟ اس واقعے کی سنگینی نے ہمارے دردوں کو ہمارے ضبط پر غالب کردیا ہے - پس آج ہم ایسی چیزوں کا اعلان کرتے ہیں ' جن کو ہم کل تک چھپاتے تھے - آج ہم پر واجب ہے کہ ہم علی الاعلان کہدیں کہ ان دشمنوں کے علاوہ اور دشمن بھی ہیں ' جنہوں نے سقوط ادرنہ میں مدد دی - فرانس اور روس نے پوشیدہ اور علانیہ ' دونوں طور پر ' اور (انگلستان) نے صرف پوشیدہ طور پر سقوط ادرنہ میں مدد دی - فرانس اور روس نے توپیں اور کمک تک محاصرین تک پہنچائی - اگر یہ اتحاد ثلاثہ مدد نہ دیتا ' تو کیا ممکن تھا کہ بلقان کی یہ چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہمارے سامنے ٹھہر سکتیں ؟ ان ریاستوں کا ہمارے سامنے ٹھہرنا کیا اس امر کی کافی دلیل نہیں ' کہ فرانس اور روس ادبی اور مادی ' دونوں طریقوں سے ' اور انگلستان صرف ادبی صورت میں ان سلطنتوں کو مدد دیتا رہا ؟

کیا ان واقعات کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ جنگ صرف ریاستہاے بلقان اور عثمانیہ میں تھی ؟ نہیں ' یہ جنگ دولت عثمانیہ اور ریاستہاے بلقان میں نہ تھی ' بلکہ عثمانیہ اور اتحاد ثلاثہ میں تھی ' جو مجموعۂ انگلستان ' روس ' فرانس کا نام ہے -

اثناء گفتگوے صلح میں ایک فریق کا خیال تھا کہ مساعی صلح میں اصلی رخنہ انداز فرانس ہے - وہ چاہتا ہے کہ سقوط ادرنہ کے بعد صلح ہو - آج ہم کہتے ہیں کہ یہی فریق حق پر تھا "

(جون ترک) فرانسیسی لکھتا ہے :

سقوط ادرنہ کی بابت دو دن سے جو منحوس افواہیں مشہور ہو رہی تھیں ' وہ صحیح ثابت ہوئیں - یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچگیا کہ یہ عظیم الشان شہر ضرب المثل مدافعت کے بعد دشمنوں کے ہاتھوں ساقط ہوگیا -

خبر رساں ایجنسیوں کے پاس آئے ہوے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ شکری پاشا نے شہر تسلیم نہیں کیا ' اور جو کہا تھا وہی کر دکھایا - چنانچہ انہوں نے دشمنوں کے ہاتھہ شہر حوالہ کرنے پر ' آہن آگ اور لوہے کے ڈھیر میں دفن کردینے ' و ترجیح دی ...... وطن مقدس شکری پاشا کی تعظیم و تکریم کا حق ادا نہیں کرسکتا - حسن رضا پاشا نے اشقودرہ ' اور اسعد پاشا نے یانیا میں بیشک قابل فخر شجاعت و اخلاص کا ثبوت دیا ہے ' لیکن مرقع ابطال میں شکری پاشا کی تصویر

باب المراسلۃ و المناظرہ

دعوت " البلاغ "

ایک بزرگ از رامپور

حضرت مولانا السلام علیکم - آپکے اخبار مورخہ ۱۵ - جمادی الاولی میں جو ایک پرجوش مضمون اور ایک عام ندا ہے کہ (کوئی ہے جو میرے ساتھہ چلنے کے لیے طیار ہو ؟) اسکے متعلق مجھے ایک اختلاج ہے - اسکو ظاہر کرتا ہوں - امید کہ اسکو میری نیک نیتی پر حمل کر کے بددعا نہ فرمایئے گا - یہ زمانہ چونکہ نہایت افسوں و عیاری کا زمانہ ہے - اسلیے طرح طرح کے شبہات بعض اوقات پیدا ہو جاتے ہیں - اپنے خداے عالم الصدور کو حاضر و ناظر سمجھکر سچ سچ کہیں کہ یہ جو کچھہ آپنے ارقام کیا ہے خلوص و صداقت سے کیا ہے ' یا اسمیں کوئی راز ہے ' اور کسی کی تعلیم سے کیا ہے تا کہ مسلمانوں کی حالت کا امتحان کیا جاے اور دیکھا جاے کہ اسوقت اسلام سے اُنکو کہاں تک تعلق اور اسلام کی حمایت کا کہاں تک خیال رکھتے ہیں ؟ اگر امر اول ہے اور خدا کرے یہی ہو ' تو آپ سب سے پہلے اپنے ساتھہ چلنے والونکی فہرست میں میرا نام درج کرلیجیے -

الہلال

یہ قومی بدبختی کی انتہا ہے کہ ہر کام کے متعلق شبہات و وساوس ہمارے دلوں میں پیدا ہوں !

ظہور حضرت مسیح کے وقت یہودیوں کی ایسی ہی حالت ہوگئی تھی - مگر سچ یہ ہے کہ شبہ کرنے والے بے قصور ہیں ' اور بدقسمتی سے ہماری حالت ہی ایسی ہوگئی ہے کہ جسقدر شبہات پیدا ہوں ' کم ہیں -

کہنے کی بات نہیں ' اور پھر کہیے تو کس کی نسبت کہئے ؟ مگر میں اُن لوگوں سے واقف ہوں جو قوم میں مقدس علما و واعظین کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں - ہر آن و ہر لمحہ قال اللہ اور قال الرسول انکی زبانوں پر ہے ' یا بڑی بڑی مسجدوں کے پیش امام اور خطیب ہیں ' لیکن ان اشغال الہیہ کے ساتھہ اپنے اندرونی اعمال شیطانیہ بھی جاری رکھتے ہیں ' اور جاسوسی و مخبری جیسے ملعون و خبیث مشغلۂ غداری سے انہیں باک نہیں - فلعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرہ ' و اعد لہم عذاباً الیما !

ان حالات میں اگر بعض نادانوں کو فقیر کی نسبت یہ خیال پیدا ہوا ' تو انہیں بالکل معذور سمجھتا ہوں - اور اسقدر عرض کردینا کافی سمجھتا ہوں کہ میرے کلم عام کاموں سے مختلف ہیں ' اور الحمد للہ وہ اپنے اندر اپنے نشو و نما اور تکمیل کی قوتیں اسطرح کی رکھتے ہیں ' کہ ایک بڑھنے والے درخت کی طرح بڑھیں گے ' ایک زندہ جسم کی طرح نشو و نما پائیں گے ' اور اگر خلوص و صداقت سے محروم نہیں ہیں تو انکی پرورش کرنے والا ' خود ھی انکی پرورش کریگا -

---

بقیہ پہلے کالم کا

دوسرے دونوں مدافعین کی تصویروں کے سروں پر آویزاں ہوگی - شکری پاشا کا عظمت مآب نام شہرت کے آسمان عظمت پر شرف و احترام کا آفتاب بنکر درخشندہ ہے اور دنیا ایک نئے شخص کو دیکھہ رہی ہے ' جس نے دولت عثمانیہ کے صحیفۂ مجد میں ایک نئی آیۃ کرامت اضافہ کی ہے - اس عمل جلیل نے ہمیشہ کے لیے اس عار و شین کو مٹا دیا ' جس سے دولت عثمانیہ کا دامن شرف تسلیم سلانیک کے بعد آلودہ ہوگیا تھا "

مقالات

جہد حریۃ اور ایک نکتۂ لطیف

از لارڈ میکالے

(مترجمہ مولوی محمد مسلم عظیم آبادی)

گو اکثر انقلابات کی ابتدا نہایت خراب دیکھی جاتی ہے مگر قوم جب تک آزادانہ زندگی بسر نہ کرلے وہ آزادی کے صحیح استعمال سے واقف بھی نہیں ہوسکتی - انگورستانوں کے باشندے عموماً شرابی نہیں ہوتے، اور جہاں شراب نایاب ہوتی ہے، وہیں بادہ خواری کی کثرت بھی ہوتی ہے - نو آزادوں کی حالت اُس لشکر کی سی ہوتی ہے جو رائن اور زیریز میں (جہاں شراب کی کثرت پیداوار ضرب المثل ہے) خیمہ زن ہو - کہا جاتا ہے کہ جب فوجی سپاہیوں کا بے روک ٹوک ایسی نایاب اور گراں بہا وسیلۂ تعیش پر دسترس ہوتا ہے، تو بادہ خواری اُن کے آٹھوں پہر کا مشغلہ بن جاتی ہے - اُنہیں نشہ اور بدمستی کے سوا کچھہ سوجھائی نہیں دیتا - آخر رفتہ رفتہ افراط اور کثرت، تمیز اور ہوش کی آنکھوں کو کھول دیتی ہے، اور جب شراب ایک آدھ مہینہ تک روزانہ صبح و شام کی غذا ہو چکتی ہے تو وہ اپنے قیام وطن کے ایام سے بھی زیادہ کم نوش اور رو بہ اعتدال ہو جاتے ہیں - پس حریت کے آخری اور مستقل ثمر، تمیز، اعتدال، اور رحم ہوتے ہیں، پر وقتی اثرات بالعموم وحشیانہ اقدام، ناسزا غلطیاں، اظہر من الشمس معاملات میں شک و اشتباہ، نہایت نازک معاملات میں خود رائی، اور بسا اوقات ہٹ دھرمی ہوا کرتے ہیں -

ایسے ہی نازک وقت میں دشمنان حریت اس کے معائب گنانے لگتے ہیں - یعنی تعمیر ابھی ادھوری ہی ہے اور وہ مچان کھول ڈالنے پر آمادہ ہیں - گرد و غبار کے اوپر سے گرنے، کوڑے کرکٹ سے اٹے ہوئے کمرے، اور تمام مکان کی وحشت انگیز بے ترتیبی کا رونا لے بیٹھتے ہیں اور طنز سے پوچھتے ہیں کہ جس شان و شوکت اور جس امن و جمعیت کا وعدہ تھا، وہ کہاں ہے؟ اگر ایسی ہی افسوسناک اور غلط منطق پھیل جائے تو دنیا میں کبھی کوئی نفیس مکان یا عمدہ حکومت تیار نہ ہو سکے -

اریوسٹو ایک اطالوی شاعر نے ایک پری کی کہانی لکھی ہے جو اپنے سحر کے زور سے خاص خاص زمانوں میں نہایت کریہ منظر اور زہریلی ناگن کی شکل میں نکلتی تھی - جو لوگ اس ہیئت میں اُس کو تکلیفیں پہنچاتے، وہ اُن تمام راحتوں سے محروم کردیے جاتے، جو وہ بعد کو لوگوں کو پہنچایا کرتی تھی - مگر جو لوگ باوجود اُسکی اس مکروہ صورت کے، اُس پر رحم کرتے اور حفاظت کرتے، وہ بعد کو اُن پر اپنے اصلی حسن و جمال اور دلربائی کے ساتھہ جلوہ نما ہوتی، اُن کے ساتھہ رہتی ہے - اُن کی تمام خواہشیں پوری کرتی، اُن کے گھروں کو دولت سے بھر دیتی، اور پھر عشق میں اُن کو فائز المرام، اور جنگ میں فتحمند بنا دیتی - حریت بھی ایک ایسی ہی پری ہے - بعض وقت یہ نفرت انگیز کیڑے کی شکل اختیار کرلیتی ہے، رینگتی ہے - پھنکار مارتی ہے، نیش زنی کرتی ہے - حیف ہے اُن کی قسمت پر جو بدحواسی میں اُس کا سر کچل دیں، اور مبارک ہیں وہ، جو اُس کے ذلیل اور ہیبتناک ظہور میں بھی اُس کا جوش احترام سے خیر مقدم بجا لائیں اور پھر اسکے حسن کے زمانے میں اُس کا اجر عظیم حاصل کریں !!

تازہ حریت کے پیدا کردہ نقصانات کا ایک ہی علاج ہے - اور وہ خود حریت ہی ہے - جب کوئی قیدی پہلے پہل تنگ و تاریک تہہ خانہ سے چھوٹتا ہے، تو وہ روز روشن کی چمک برداشت نہیں کرسکتا - نہ وہ رنگوں میں تمیز کرسکتا ہے، نہ چہرے پہچان سکتا ہے - مگر اس کا علاج اُس کو پھر تہہ خانے میں بند کردینا نہیں ہے، بلکہ اُس کو آفتاب کی شعاعوں سے مانوس بنانا ہے - حق اور حریت کی تابش اُس قوم کو پہلے پہل خیرہ نظر کرکے اندھا کردے سکتی ہے، جو قید غلامی میں رہتے رہتے نیم کور ہوگئی ہو، مگر ذرا ان کی آنکھیں کھلی رہنے دو - وہ بہت جلد اس کو برداشت کرنے کے قابل ہوجائیں گے - تھوڑے ہی دنوں میں لوگ عقل سے کام لینا سیکھہ جاتے ہیں - رایوں کی پرجوش تیزی معتدل ہوجاتی ہے - متضاد خیالات مل جل کر ایک دوسرے کو صحیح کردیتے ہیں - سچائی کے منتشر عناصر باہمی لڑائی اور جد و جہد چھوڑ کر، اکھٹا ہوجاتے ہیں - اور آخر کار انہی پریشان اجزاء سے انصاف اور صلح کا نظام شکل پذیر ہوتا ہے -

ہمارے زمانے کے اکثر مدبر اس امر کو ایک مسلم الثبوت مسئلہ کی حیثیت سے پیش کردیا کرتے ہیں کہ کسی قوم کے لیے اُس وقت تک آزاد ہونا مناسب نہیں، جب تک کہ وہ اپنی حریت کے صحیح استعمال کے لائق نہ ہوجائے - یہ مقولہ اس احمق کی زبان سے زیادہ موزوں معلوم ہوگا، جو پُرانی روایت کے مطابق، پیرنا سیکھے بغیر پانی میں قدم رکھنا نہیں چاہتا تھا - پس اگر قوم حریت کے لیے اتنے دنوں تک انتظار کرے کہ پہلے حالت غلامی ہی میں پوری عاقل اور ذی ہوش بن جائے، تو اُس کو تا ابد صرف انتظار ہی کھینچنا پڑیگا - وہ دریا میں اترنے کیلیے شناوری کے سیکھنے کا انتظار کریگی، اور شناوری بغیر دریا میں اترے تا قیامت نہ آئیگی !!

[بقیہ مضمون صفحہ ۱۱ کا]

الہلال آغاز اشاعت سے اس وقت تک جو کچھہ کہہ رہا ہے، اور جو کچھہ کر رہا ہے، ایک صاحب بصیرت شخص کیلیے خود اُسی میں بہت سی نشانیاں ہیں - ایسی الہی نشانیاں، جو سونچیے تو آپکے ہمارے درجۂ فکر و قوت سے بہت اونچی تہیں - پس اگر سونچ سکتے ہو تو سونچو، اور سمجھہ سکتے ہو تو سمجھو - اگر سمجھہ معطل، اور وساوس و خطرات کا ہیجان ہے، تو میری طرف نہ آؤ، بلکہ خدا کی طرف متوجہ ہو، تا کہ وہ تم پر حقیقت منکشف کر دے -

انسان سب کچھہ کر سکتا ہے، پر اپنی نیت اور مقصد کے کھوٹ کو چھپا نہیں سکتا - آج نہیں تو کل پیشانیاں دل کی مخبری کردینگی: وتلک الدار الآخرة نجعلها للذین لا یریدون فی الارض علوا و لا فسادا، والعاقبة للمتقین -

میرے عزیز بھائی! معاف کرنا، اصل یہ ہے کہ تمہاری پیاس ہی سچی نہیں - اگر سچی ہوتی تو میں اگر فریب سے سراب دکھلاتا، تو تم پانی یقین کرکے بے تابانہ دوڑ اُٹھتے - ایک تین دن کے بھوکے پیاسے سے کہو کہ فلاں مقام پر روٹی بٹ رہی ہے، وہ سنتے ہی دوڑیگا - اسکی بھوک اور پیاس اسکی مہلت ہی نہ دیگی کہ اصول روایت و درایت اور قیاس و تحقیق سے اس خبر کو پہلے جانچ لے - (عرفی) نے اس نکتے کو سمجھا تھا:

زنقص تشنہ لبی داں، بعقل خویش مناز
دلت فریب گر از جلوۂ سراب نخورد

بھائی! میں نے پانی کی صدا بلند کی ہے - اور مجبور ہوکر کی ہے، جبکہ کسی طرف سے صدا نہیں اُٹھی - پس جسکو پیاس ہوگی، خود بخود دوڑیگا، اور جسکو نہوگی وہ دانشمندانہ تحقیقات، اور عاقبت بینی کی تفتیشات و تذبذب میں رہیگا - واللہ یعلم سری وعلانیتی، وہو علی ما اقول شہید!

انتقاد

نقاد

آگرہ - قیمت سالانہ ۳ - روپیہ - ایڈیٹر سید نظام الدین شاہ دلگیر -

ایک نیا ماہوار ادبی رسالہ ہے - ضخامت ۵۴ - صفحہ - کاغذ متوسط درجہ کا - چھپائی آگرہ کی مشہور ہے -

میں سمجھتا ہوں کہ یہ پرچہ مقبول ہوگا ' کیونکہ آجکل کے اخبار و رسائل کے اہل قلم اسمیں ابتدا سے مضامین لکھتے ' اور اسکی ترقی سے دلچسپی رکھتے ہیں - آگرہ جو فی الحقیقۃ عہد اسلامی کے دور عروج کا دار الخلافہ ' اور اُردو کی ترقی اور نشو و نما میں بھی ایک حصۂ وافر رکھنے والا ' نیز میر و غالب کا مولد ہے ' ضرور ہے کہ اردو رسائل کی پیدائش اور نشو و نما کیلیے بھی اچھا وطن ثابت ہو -

جدید رسائل کیلیے چند مشورے

چند باتوں کا خیال رکھنا چاہیے :

(۱) موجودہ وقت صرف اسلیے ہے کہ کام کیا جاے - ہر شعبے میں صرف اسی کی ضرورت ہے - پس مختلف عنوانوں پر چند مضامین کا اکٹھا کردینا ' گو ایک رسالے کی تشکیل صوری کیلیے کافی ہو ' مگر معناً کافی نہیں - ضرورت اسکی ہے کہ آجکل نئے رسالے جو شائع ہوں ' وہ علاوہ جمع مضامین و تحشیۂ مولفانہ کے کوئی خاص مقصد بھی اپنے سامنے رکھتے ہوں - اردو زبان کی نظم و نثر میں ابھی کام کے تمام گوشے خالی ہیں -

(۲) پبلک کا مذاق ارباب صحائف و رسائل کے رحم کا طالب ہے - اب کچھہ نہ کچھہ اردو پریس کی سطح بلند ہونی چاہیے - پیشتر سے جو رسالے نکل رہے ہیں ' انکی محض تقلید کچھہ بلند نظری کی بات نہیں - ہر شخص کو اپنے کاموں کیلیے کوئی نئی بلندی ڈھونڈھنی چاہیے - سطحی اور بد مذاق مضامین کی اشاعت سے خود ارباب قلم کے سامنے پست نمونے پیش ہوتے ہیں ' اور پبلک کا ذوق سلیم زخمی ہوتا ہے - رسالوں کی ضخامت نصف کردی جاے تو حرج نہیں ' لیکن ہر طرح کے رطب و یابس سے کیا فائدہ ؟

(۳) نقاد کا صرف نمبر ۴ - میں نے دیکھا - اسمیں ایک مضمون " ریکیم " کے عنوان سے درج ہے ' اور اسکے نیچے ایڈیٹر الہلال کا نام ہے ' حالانکہ میں نے نقاد کیلیے کوئی مضمون نہیں لکھا ' بلکہ اسکی اشاعت کی بھی خبر نہ تھی - در اصل وہ مضمون الہلال میں شائع ہوا ہے ' اور اسی سے نقل کر لیا گیا ہے - ایسی صورت میں ایڈیٹر کے نام کی جگہ الہلال کا نام درج کرنا تھا - اسکو محدثین اپنی اصطلاح میں تدلیس کہتے تھے ' اور افسوس کہ اسکی مختلف اشکال اجکل عالمگیر ہیں -

بعض لوگ ہمیشہ فریاد کرتے رہتے ہیں کہ انکے اخبارات سے مضامین بغیر حوالہ نقل کر لیے جاتے ہیں - مگر میں تو اس فریاد کو تمسخر انگیز سمجھتا ہوں - آجتک بیسیوں اخبارات نے بغیر حوالہ مضامین الہلال سے نقل لیے ' مگر میں بجاے معترض ہونے کے خوش ہوا - کیونکہ اصل شے خیالات کی اشاعت ہے - پس اگر بغیر حوالۂ محض نقل کرلیا جاے تو چنداں شکایت نہیں - لیکن یہ تو نہ کیجیے کہ مضمون نقل کیا جاے اخبار سے ' اور پبلک کو یقین یہ دلایا جاے کہ اسکے ایڈیٹر نے خاص طور پر رسالے کیلیے لکھا ہے !

(۳) آجکل یہ عادت بھی عام ہے کہ لوگ کوئی کتاب لکھتے یا رسالہ نکالتے ہیں ' اور پھر اسکی نسبت ہر قلم و سیاہی سے کام لینے والا جو کچھہ لکھدیتا ہے ' کمال فخر و مباہات کے ساتھہ نقل کیا جاتا ہے ' اور بعض اخبار و رسائل میں تو اسکے مستقل باب رکھے جاتے ہیں ! !

لیکن میرے خیال میں یہ ایک بہت ہی چھوٹے درجے کی بات ہے ' اور اس سے انسان کی ہمت ' اور منتہاے فکر کا پیمانہ بہت ادنے ثابت ہوتا ہے - اول تو اصولاً اصل شے کام کی خوبی ہے ' اور کوئی تعریف خواہ کیسی ہی بڑے سے بڑے قلم سے نکلی ہو ' اسپر اضافہ نہیں کرسکتی - پھر یہ کونسی خوشی کی بات ہوئی کہ فلاں اخبار والے نے آپکی تعریف کردی ' اور فلاں ایڈیٹر نے کہدیا کہ بہت اچھا اور دلچسپ ہے ؟ شاید جس ملک میں مستند اقلام و افکار ' نقد و تقریظ کا فرض انجام دیتے ہوں ' وہاں انکا نقل کرنا موزوں ہو (اور وہ بھی تجارتی اغراض والوں کیلیے) مگر ابھی اردو پریس کیلیے تو یہ وقت نہیں آیا -

اپنی ہمتوں کو بلند کرو - لوگوں کی تعریف و ستایش سے ہماری سطح فکر کو بلند تر ہونا چاہیے - یہ دماغ کا افلاس ہے کہ وہ دوسرے دماغوں کے دسترخوان پر اپنے لیے غذا ڈھونڈتا ہے - پھر وہ کون لوگ ہیں ' جنکی تعریف و ستایش پر " فخر و مباہات " کے الفاظ کا اسراف بیجا کرتے ہو ؟

المؤید ' الجریدہ ' الزہرہ ' اتحاد و ترقی ' البرہان ' المنار ' الہلال قاہرہ ' چہرہ نما ' شہبال ' تصویر افکار ' السلام ' وغیرہ وغیرہ ممالک اسلامیہ کے جرائد و رسائل نے الہلال کی نسبت جو کچھہ لکھا ہے ' میں نے تو اسکا بھی کبھی ذکر نہیں کیا -

سیکڑوں ضروری خطوط اخبار میں اسلیے نہیں شائع کرتا کہ انمیں جس طریقہ سے مجھے مخاطب کیا جاتا ہے ' اور شخصی طور پر بحث کی جاتی ہے ' اسکا میں اہل نہیں -

بعض نئی چیزیں

تاج گیسو دراز روغن

قیمت فی شیشی ۱۲ - آنہ سے ۱ - روپیہ تک - دری دروازہ - دہلی -

عورتوں کے سر میں لگانے کیلیے خوشبودار تیل آجکل بہت فروخت ہوتے ہیں - پچھلے زمانے میں جن لوگوں کو خوشبو سے زیادہ بالوں کے حجم و طول کی خواہش تھی ' وہ ادویہ کا مصالحہ کسی کم قیمت تیل میں ڈالکر استعمال کرتی تھیں ' اور تکلف کی انتہا یہ تھی کہ قنوج یا جونپور سے چمیلی کا تیل منگوا لیجیے - شعرا کو بھی زلف مشکیں ' اور گیسوے معنبر کے کھلنے پر خوشبو آتی تھی تو یاسمن ہی کی -

لیکن اب نیا مذاق گھر گھر پھیلتا جاتا ہے - اسمیں اتنی ترقی تو ابھی نہیں ہوئی کہ محض آجکل کی عطریات مائیہ پر اکتفا کرلی جاے ' جو شیداے حسن پروران فرنگ ہے - البتہ آجکل کے بنگالیوں نے ہندوستانی عطریات کو ملحوظ رکھکر جو بعض تیل نکالے ہیں ' انکا استعمال " عصر ترقی کی مہذب خواتین " کیلیے ایک جزو لاینفک تہذیب و ترقی سمجھا جاتا ہے -

یہ تیل کا کارخانہ بھی اسی مقصد سے کھولا گیا ہے کہ تمام ہندوستانی پھولوں کی خوشبو سے نئے قسم کے تیل بناے جائیں - صاحب کارخانہ نے نمونے کی شیشیوں کا ایک بکس بھیجدیا ہے '

جنمیں متعدد قسم اور خوشبو کے تیل ہیں ' اور اسمیں شک نہیں کہ خوشبو ہر شیشی کی اپنے حال پر شاہد ہے - علاوہ خوشبو کے لیبل پر ظاہر کیا گیا ہے کہ مقوی دماغ ' اور بالوں کی مضبوطی اور افزایش کا ذریعہ ہے - جناب حاذق الملک نے اسکی خوبیوں کا اعتراف کیا ہے اور بعض دیگر حضرات کی سندات بھی موجود ہیں - پس ضرور ہے کہ اسکی تصدیق کی جاے -

رہی خود اپنی راے ' تو صاحب کارخانہ نے تیل تو بھیجدیا لیکن تجربۂ ذاتی کیلیے سر و بال کہاں سے لاوں ؟

دماغ عطــر پیــراھن نہیں ہے
غــم آوارگی ھــاے صبــا کیا ؟

کلکتہ کے کارخانوں کا تیل بکثرت فروخت ہوتا ہے - لیکن بہتر ہوگا کہ لوگ اس نئے کارخانے کی ہمت افزائی کریں - شاید اس جامعیت سے تمام پھولوں کے تیل اور کسی کارخانے میں نہیں بنتے اور پھر اسقدر ارزانی بھی نہیں - یورپ کے موجودہ اصول تجارت و تنظیم و ترتیب کے ساتھہ ملک میں اس طرح کے کارخانوں کا کھلنا یقیناً ہماری ہمت افزائی کا مستحق ہے -

ترکی کے کارخانے کی ٹوپیاں

شیخ سلطان محمد صاحب - ہوشیار پور - جالندھر

ترکی ٹوپیوں کا استعمال اب اس درجہ بڑھگیا ہے کہ کچھہ عرصے کے بعد یہ بھی ہندوستان کی ایک مخصوص و وسیع تجارت سمجھی جائیگی ' مگر یورپ نے صرف ہمارے اجسام و افکار ہی کو غلام نہیں بنایا ہے ' بلکہ ہماری ضروریات اور مایحتاج پر بھی اسی کی حکومت ہے !

یہ کیسی بد بختی ہے کہ جو چیز ترکوں کے لباس کا جزو لاینفک ہو ' وہ اٹلی اور اسٹریا سے لی جاے !

میری معلومات ترکی میں کبھی ایسے کارخانے کے وجود سے ہمیشہ بے خبر رہی ' جہاں عمدہ ترکی ٹوپیاں بنتی ہوں - سلطان عبد الحمید نے ایک کارخانہ قائم کیا تھا مگر معمولی ٹوپیوں کا ' جو صرف سپاہیوں کے کام آتی تھیں ' یا خستہ خانۂ ہمایونی کے یتیم بچوں کو دی جاتی تھیں -

پچھلے دنوں جب اطالی مصنوعات سے نفرت کے جذبات لوگوں میں پھیلے ' تو اکثر لوگوں کو خاص ترکی کے کارخانے کی بنی ہوئی ٹوپیوں کی تلاش ہوئی - شیخ صاحب نے اسی زمانے سے خط و کتابت شروع کردی تھی - اب انکو ایک کارخانے سے انتظام کا موقعہ ملگیا ہے ' اور انکا بیان ہے کہ جو ٹوپیاں انکے اسٹاک میں آگئی ہیں ' وہ خاص قسطنطنیہ کے ایک کارخانے کی بنی ہوئی ہیں -

اگر یہ بات ہے ' تو واقعی انھوں نے نہ صرف ایک عمدہ تجارت کا دروازہ کھولا ' جسکے فریقین تجارت مسلمان ہیں ' بلکہ ایک وقت کی نہایت ضروری خدمت انجام دی -

ایک ٹوپی انھوں نے بطور نمونے کے بھیجدی ہے -

ترکی ٹوپیوں کا میں صاحب تجربۂ و نقاد نہیں ' کیونکہ کبھی اوڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا ' لیکن بظاہر انکی عمدگی کیلیے یہ امور ضروری نظر آتے ہیں کہ اندر کپڑے کی بناوٹ نہو ' کاٹیے تو بالکل بانات کی سی اندرونی ساخت نکلے ' قماش نرم ہو ' اور دبازت زیادہ نہو ' سطح کی پشبہ دار جلد بالکل مسطح اور مثل ریشم کے ہو -

کرسٹی کی پانچ روپیہ اور اس سے زیادہ قیمت کی ٹوپیاں ایسی ہی ہوتی ہیں - اور اسٹریا سے بہتر شاید کہیں نہیں بنتی - اس ٹوپی کی قیمت ۲ - روپیہ ہے - اسلیے اسکا درجہ متوسط قیمت سے بھی گرا ہوا ہے - اس قیمت کے لحاظ سے اوصاف بالا جس درجہ ہونا چاہئیں ' اسمیں موجود ہیں -

البتہ اسکی رنگت زیادہ سرخی مائل ہے اور اچھی رنگت کسی قدر سیاہی مائل ہوتی ہے - لیکن انکا بیان ہے کہ ہر رنگت کی انکے ہاں آگئی ہیں -

پس اگر یہ واقعی ترکی کے کسی کارخانے کی بنی ہوئی ہے تو اس قیمت میں غیر عثمانی ٹوپیوں سے کسی طرح بری نہیں ' اور اگر بری بھی ہوتیں تو بھی لوگوں کو کسی قدر ایثار سے کام لیکر اسی کو ترجیح دینا تھا -

امید ہے کہ شیخ صاحب نے اسکا اطمینان کرلیا ہوگا کہ یہ واقعی ترکی کے کارخانے کی بنی ہوئی ہیں -

البتہ ایک امر قابل توجہ ہے - بمبئی اور کلکتہ کی طرح ٹوپیوں کے قالب اور مقامات میں رائج نہیں ' اور عمدہ ترکی ٹوپی بغیر قالب پر چڑھی ہوئی آتی ہے - جو لوگ منگوائیں گے وہ قالب پر چڑھانے کا کیا بندوبست کرینگے ؟ بہتر ہو اگر ایک قالب بھی منگوا لیا جاے ' اور اسپر چڑھا کر اور بکس میں رکھکر خریداروں کے پاس بھیجا جاے - کلکتہ میں قالب پر چڑھانے کی اجرت ایک آنہ ' اور دھلائی کے دو آنہ لیتے ہیں - کچھہ حرج نہیں کہ قیمت میں ایک آنے کا اضافہ کردیا جاے -

تــوحیــد

چھاونی میرٹھہ - قیمت سالانہ - ۲ - روپیہ - اڈیٹر خواجہ حسن نظامی دہلوی

خواجہ صاحب کے مضامین نہایت کثرت سے مختلف اخبارات و رسائل میں نکلتے رہے ہیں ' اسلیے مزید تقریب کی ضرورت نہیں -

یہ اخبار حال میں میرٹھہ سے شایع ہوا ہے ' اور بہترین نام ہے ' جو اختیار کیا گیا ہے - کاغذ نہایت اچھا - ڈیمائی سائز کی پوری نصف تقطیع پر نکلتا ہے ' اور لکھائی چھپائی اتنی اچھی ہے جو ہفتہ وار اخبارات میں کم دیکھی گئی ہے - ان حالات کے ساتھہ قیمت یقیناً ارزاں ہے -

میرٹھہ ایک ممتاز شہر ہے - وہاں سے آجکل کوئی اخبار نہیں نکلتا تھا - یہ بہت ضروری ہے کہ کم از کم ہر شہر سے ایک دو اردو کے اخبار جاری ہوں -

امید ہے کہ اس نئے اخبار کو ترقی و ثبات کے وسائل بہت جلد حاصل ہوجا لیں گے -

الھــلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے ' جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے ' روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں ' تو اپنے شہر کیلیے اسکے ایجنٹ بن جایئے -

مراسلات

اختلال دولۂ عثمانیہ

اور

مصائب اسلامی

انقلاب وزارت ، موجودہ عثمانی حکومت ، مرکز اسلامی ، اور قرض حسنہ کی نسبت

از جناب مولانا نجم الدین احمد صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر - کلکتہ

حضرت مولانا - السلام علیکم - مضمون بعنوان بالا بقلم مسٹر احتشام الحق نظر سے گذرا - اسے بار بار پڑھا اور سوچتا رہا کہ " الہلال " جیسے با عظمت و موقر رسالے کا صفحہ ایسے مضمون سے کیوں سیاہ کیا گیا ؟ میرے ایک مشفق نے جو اسوقت میرے پاس موجود تھے فرمایا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ مولانا اپنے اخبار کے ذریعہ ہر شخص کو راے زنی کا موقع دیتے ہیں گو وہ خیالات اخبار کی پالیسی کے خلاف ہی کیوں نہوں ؟ واقعی یہ آپکی فیاضی طبع تھی کہ اسے شایع کردیا ورنہ اسکا اہل نہ تھا - آپکے گرانقدر مضامین کو اسلامی دنیا نہایت شوق اور غور سے پڑھتی ہے - مناسب تھا کہ بطریق توضیح اپنی راے سے بھی " الہلال " کے ناظرین کو مطلع فرماتے -

غور سے دیکھا جاے تو آپکے نامہ نگار صاحب ، جنھوں نے اپنی غلط فہمی سے لاکھوں مسلمانوں پر اپنے ہم خیال ہونیکی تہمت لگائی ہے ، درحقیقت کسی مسلمان کے ہمخیال نہیں - بالتشریح بحث کی ضرورت نہیں اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ الہلال کے بیش بہا اوراق کو ان باتوںسے پر کیا جاے - مختصراً چند سطریں آپکے نامہ نگار کے جواب میں لکھتا ہوں - امید ہے کہ الہلال میں جگہ دیکر ممنون فرماویں -

وہ لکھتے ہیں کہ " قرق کلیسہ کے فتح کے بعد اسلام کا نام و نشان یورپ سے مٹگیا " مگر یہ کسی مسلمان کا خیال نہیں اور نہ ادرنہ کے سقوط کے بعد بھی ایسا خیال ہے - اسلام کو یورپ میں ابھی بہت کچھ کرنا ہے - اسکے مشن کی تکمیل باقی ہے - زمانہ نے ایک ہی چلتا کہایا ہے - دوسرے پلٹے کا انتظار ضروری ہے - گو ہم اسے نہ دیکھیں مگر آیندہ نسلیں دیکھیں گی - ترک یورپ سے نکالدیے جائیں مگر خداے واحد کے پرستاروںکا سرزمین یورپ سے نام و نشان کیوں مٹنے لگا ؟ بوسینیا میں اسلامی آبادی موجود ہے - روس کی سرزمین میں بھی مسلمان آباد ہیں اور بقول حضرت ایڈیٹر المنار " سارے دنیا کے مسلمانوں سے اچھے مسلمان ہیں ، جنکی مذہبی روح ہمارے جوش سے زیادہ قوت رکھتی ہے " -

مغربی افریقہ ، جہاں کوئی اسلامی مشن پہنچا ہی نہ تھا ، کس خوشی سے اسلام قبول کر رہا ہے ؟ اشاعت اس درجہ ترقی پر ہے کہ ایک موقع پر قیصر جرمنی گھبرا اٹھا ، اور اسکے روکنے کے وسائل پر توجہ دلائی ! لیکن :

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست ؟

حکومت کے جانے سے اگر اسلام مٹ جاتا تو ہندوستان میں اسوقت دس کرور مسلمان نہ ہوتے اور آج مسٹر احتشام الحق بھی نہوتے - تاریخ اسلام میں ایسی شکست کوئی بڑی بات نہیں - اللہ اکبر ! کیسی کیسی بربادکن شکستوں کے بعد بھی اسلام کی شان میں کوئی فرق نہیں آیا ! بغداد کی سرزمین ابتک اس بات کی شاہد ہے -

ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین - ان یمسسکم قرح ، فقد مس القوم قرح مثلہ ، و تلک الایام نداولہا بین الناس -

آپکا نامہ نگار ترکوں کی مالی تنگی پر روتے ہوے اچانک ناظم پاشا کے قتل کو ترکونکے نفاق کا نتیجہ قرار دیتا ہے - واقعات اسکے برعکس ہیں - جس عز و شان سے ناظم پاشا مدفون کیے گئے وہ ثابت کرتا ہے کہ پاشاے موصوف کا قتل ایک اتفاقی حادثہ تھا ، جسکا ترکوں کو بھی افسوس ہے - یہ سخت بہتان ہے کہ ترکی گورنمنٹ کا کوئی محکمہ عام خرابی نظم و نسق سے آزاد نہیں - مسٹر مشیر حسین قدوائی کا وہ خط جو بطریق چشم دید واقعہ کے کچھ عرصہ ہوا پائنیر میں شایع ہوا تھا ، ظاہر کرتا ہے کے ترکی محکمہ کا انتظام قابل تحسین اور یوروپین سپاہیوں کی شکایتیں بالکل غلط ہیں - پروفیسر (وامبری) جو ترکوں کے باب میں ایک زبردست سند مانا گیا ہے ، ترکوں کی ترقی پر بحث کرتے ہوے کہتا ہے کہ پارلیمنٹ کے افتتاح سے ترکونکو بہت فائدہ پہونچا - ترک ہر طرح سے اپنی ترقی کے لیے کوشاں ہیں لیکن آئے دن یورپ کی دست اندازی سے انکو موقعہ نہیں ملتا کہ ترقی کے زینہ پر پاؤں رکھہ سکیں - تاہم اس تھوڑے عرصہ میں جو کچھہ کر دکھایا ہے ، (بقول موسیو لوتی کے) یورپ کے لیے ایک سبق ہے ، اور مسٹر بلنٹ (مدیر اجپٹ) کے قول کے مطابق تمدن کا تقاضا ہے کہ یورپ اسمیں ترکونکی مدد کرے - افسوس ! مدد کے بدلے ترکونکو مٹانے کے لیے سارے عیسائی دنیا ملگئی ہے اور شک ہے کہ ترکونکو ایشیا میں بھی چین لینے دیگی - چنانچہ ماہ گذشتہ کے (Nineteenth Century and after) میں سرہاری - جونسٹن ترکونکی آیندہ زندگی پر بحث کرتے ہوے یہ منصوبہ ظاہر کرتا ہے کہ سائپرس ، سینا ، اور مصر انگریزوں کو دیدیا جاے ، شام اور لبنان فرانس کے زیر اثر ہو - شام و میڈیا ایک یہودی سلطنت بنا دی جاے - عرب خود مختار ہو طرابزون اور ارمنیا روس کے ماتحت ہو - روڈوسٹو اٹلی کو دیدیا جاے - اور باقی حصہ (بشرطیکہ کچھہ بچے) سلطان کے لیے چھوڑ دیا جاے - مگر یہاں بھی بیرونی معاملات جرمنی کے سپرد ہونگے !

ایسی حالت میں اطمینان کب ہو سکتا ہے ؟ تعجب تو یہ ہے کہ قوم فروش مسلمان بجاے ہمدردی کے ، الزامات کا بوچھاڑ ترکوں پر کر رہے ہیں - ترکونکا یہ عزم ، کہ ایک انچ زمین بھی بغیر لڑے نہ چھوڑیں گے ، قابل تحسین ہے - اور وہ جبتک اس بات پر ثابت قدم ہیں ، اسوقت تک ہر دیانت دار مسلمان کے لیے فرض و لازم ہے کہ انکی ہمدردی وتائید کو اپنا وظیفۂ دینی و ملی یقین کرے -

جب آپکا نامہ نگار مقاطعہ پر بحث کرتا ہے اور بعض سر برآوردہ اسلامی اخباروں میں اس امر کی تحریک پر تعجب کرتا ہے تو مجھے اسکے تعجب پر بے اختیار ہنسی آتی ہے - آپ فرماتے ہیں :

" ممکن ہے کہ بعض امراء قوم بعض اشیاء یورپ کا استعمال چھوڑ دیں مگر اس سے یورپ کیا صدمہ محسوس کریگا ؟ کام وہ کرنا چاہیے جو ممکن ہو " مقاطعہ کی ضرورت ہے کہ نہیں ؟ یہ بات اب مان لیگئی ہے کہ ہندوستان میں صنعت و حرفت کی ترقی ہونی چاہیے اور اسکی کامیابی کی صورت یہی ہے کہ ہم یورپ کی ساختہ کی چیزیں خریدنا چھوڑ دیں - لارڈ منٹو نے تعلیم صنعت و حرفتہ

پر بہت زور دیا تہا' مگر اس بات کو نظرانداز کردیا - اسکي وجه ظاهر هے - حالانکه مقاطعه و ملکي صنعت و حرفت کا ترقي پانا ایک دوسرے کے ساتھه لازم و ملزوم هے - سر جیمس مسٹن نے گورکھه پور کي اسپیچ میں فرمایا تها که مقاطعه کے خلاف میري جتني قوت هے' میں صرف کرونگا' لیکن ایسي بے معني باتیں تو اکثر سننے میں آتي هیں - مدعا میرے لکهنے کا یه هے که باشندگان یورپ پر اسکا کیا اثر پڑ رہا هے اور اسکي کامیابي انکي بربادي کا باعث هے یا نہیں ؟ مسٹر احتشام الحق اگر کلکتے میں هوتے تو انکو میں دکھلاتا که یہاں کے "دو لکهي سیل" بند هو جانیسے مانچسٹر اور لنکا شایر کے کارخانے دو هفته تک بند رهے - دنیا میں هر کام ممکن هے' لیکن کوشش شرط هے - ایک چیز جو چین کے لیے کامیاب هو' ترکوں کے لیے کارگر هو - وہ هندوستان میں کیوں نہیں مفید هوگي ؟ شاید یه خیال گذرتا هو که گورنمنٹ اِسے روکیگي ' لیکن یه اسیوقت ممکن هے ' جبکه اسکي عملي تائید میں بے عنواني کیجاوے' اور وہ موجب خلل رفاہ عام و نظم و امن هو - میرے دلکو کوئي نہیں بدلسکتا - اگر میں دیسي چیزوں کو لوں اور یوروپین ساخت کي چیزیں نه لوں ' تو اس سے سرکار بہادر کیوں ناراض هوگي ؟ بہرکیف میں مسٹر موصوف سے فقط یہي سننا چاهتا هوں که اگر مقاطعه ممکن هے تو وہ اسکے حامي هیں یا نہیں ؟ امرا اس کام کو شروع کریں - عوام الناس ضرور متابعت کرینگے -

اسکے بعد اَیکا نامه نگار (قرض حسنه) پر بحث کرتے هوے یوں رقمطراز هے که " میري راے ڈانوا ڈول هے " ...... اسکي وجه یه هے که انتظام سلطنت قابل تحسین نہیں " اور " وہ روپیه بعض غدار اهلکاران سلطنت کے پرائیوٹ خزانے میں پہونچ جائیگا اور انکے لیے مزید عیش و عشرت کا سامان مہیا کرے گا " اور شکست کي وجه یه هے که " ترک مزے سے میٹهي نیند سو رهے تهے " -

بریں عقل و دانش بباید گریست

ایکا نامه نگار اگر (Capital) " کیپیٹل " کا " H. E. " " ایچ - ای " نہو تو کم سے کم اسکا هم خیال معلوم هوتا هے - ترکي انتظام سلطنت پر میں اوپر بحث کر چکا هوں اور زیادہ لکھنے کي ضرورت نہیں ' لیکن دوسرے امر کي نسبت مجھے صرف یه کہنا هے که کیا اُنکا کانشنس ایسے بہتان عظیم کے لکھنے سے مانع نہوا ؟ وہ ترکي سلطنت' جوکه آئے دن دشمنوں کے شکنجوں میں پھنسي هوئي هے - وہ ترکي سلطنت ' جسے چاندي کي زنجیروں میں دشمنوں نے جکڑایا هے - وہ' جسے ایک منٹ کي فرصت بھي نہیں دي جاتي که اپني حالت کو درست کرے - وہ ' جو حفظ اسلام کے لیے اپني رعایا کي خون کي ندیاں بہا رهي هے' اور وہ آخري دولة اسلامیه ' جسکے فرزند تمام دشمنان اِسلام کے مقابلے میں تنہا سینه سپر هیں اور اپني جان و مال کو قربان کر رهے هیں ' کیا هندوستان کے چند لاکھه روپیه کو غصب کرلیں گے ؟ حیف صد حیف مسٹر موصوف کي سمجهه پر - وہ في الحقیقت اپنے دل میں اسلام کا اچھه درد رکهتے تو انکے قلم سے ایسي بات هرگز نه نکلتي - قرض دینا همارا فرض هے - حساب لینا خدا کے هاتهه میں - همیں اسکي پروا هي نہیں که روپیه کیسے خرچ هو ؟ هم کو تو اپنا فرض ادا کرنا چاهیے -

" ترک میٹهي نیند سو رهے تهے " - کاش یہي هوتا که ترکونکو تهوڑے عرصه تک میٹهي نیند سو لینے دیا جاتا ' تو آج یه نتیجه نه نکلتا - انکو تو صدیوں سے ایک لمحه کي بھي راحت نصیب نہیں -

آخر نامه نگار موصوف سلطان المعظم کي خلافت پر شک کرتا هے اور پوچهتا هے اور وہ بھي نہایت پر معني سادگي اور بهولے پن سے که " کیا یه صحیح هے که قسطنطنیه عرش خلافت هے اور سلطان روم خلیفة المسلمین هیں ؟ کیونکه خلافت صرف تیس برس تک قایم رهي " لیکن میں یه کہنے کیلیے مجبور هوں که نامه نگار موصوف غلط فہمي میں مبتلا هے - وہ خلیفة الرسول اور امیرالمومنین کو ایک سمجهتے هیں - خلیفة الرسول کا زمانه تیس برس تک رها لیکن امیر المومنین سلاطین اسلامیه کو علما نے لکھا هے اور کل کا اسپر اتفاق هے - تمام اسلامي دنیا سلطان معظم کو امیر المومنین تسلیم کرتي هے اور علماء اسلام اس میں متفق الراے هیں - خطبوں میں اس نام کو دعا دي جاتي هے ' اور کل خاص و عام آمین کہتے هیں - کیا (ترمذي) کي حدیث نامه نگار موصوف کي تشفي کے لیے کافي نہیں که من اهان سلطان الله فی الارض' اهان الله ؟ سلطان المعظم کو امام المسلمین کل مسلمان مانتے هیں - اور ایسا ماننا واجب هے - حدیث میں وارد هے : من مات و لم یعرف امام زمانه فقد مات میتة الجاهلیة - امام مسلمانوں کا مسلمان هي هونا چاهیے - اس سے کسیکو انکار نہیں هوسکتا : ماجعل الله للکافرین علي المومنین سبیلا - پهر جب مسلمانوں کا قید امام میں رهنا طے پا چکا' تو آج سواے سلطان المعظم کے کون اسکي قابلیت رکهتا هے ' اور مستحق هوسکتا هے ؟ خادم حرمین شریفین کے سوا کسیکو نہیں پہونچتا که وہ امیر المومنین یا امام المسلمین کہلاوے -

مذهبي پیرایه کے علاوہ سیاسي نظر سے دیکھیے - یه زمانه نہایت نازک هے - همارا کسیکو اپنا خلیفه ضرور مان لیں اور رشتهٔ اتحاد قایم رکھیں ورنه کوئي مرکز سیاسي پیدا نهوگا - انکا یه بیان که " کعبه مقدس جب خدا کا گهر هے تو خدا اپنے گهر کي آپ حفاظت کرلیگا " قریب قریب اوس قسم کي گفتگو هے ' جو بني اسرائیل نے موسی علیه السلام سے کي تهي که : فاذهب انت والهک فقاتلا ' انا ههنا قاعدون !! الحمد لله که یه مسلک کسی مسلمان کا نه کبهي تها اور نه قیامت تک هونیوالا هے - کعبه تو کعبه هے - اگر خدام کعبه پر غنیم کي زیادتي هو تو کل مسلمانوں پر واجب هے که اپني جان و مال نثار کردیں اور الله کیلیے اُٹهه کهڑے هوں -

آخرمیں میں قوم کو ایسے لوگوں سے متنبه کیے دیتا هوں ' کیونکه یه وہ لوگ هیں جو اپني خود غرضي سے ایسے موقعه پر کچهه مضامین شایع کرکے اپني سرخروئي حاصل کرنا چاهتے هیں - جسوقت که جنگ طرابلس هوئي تو پنجاب سے بھي ایک ایسي هي صدا اُٹهي تهي -

میرے ایک دوست جو امرتسر میں تهے ' اُنهوں نے اسکي نسبت لکھا تها :

" آپنے مسٹر ...... کا خط پائنیر میں ملاحظه کیا هوگا - اسکي وجه اسکے سوا اور کچهه نہیں که مسٹر موصوف سرکاري ملازمت کے خواهاں هیں اور حال میں اُنکي درخواست مع سفارش کے گورنمنٹ کي خدمت میں جا چکي هے - " !!

اطـــلاع

دفتر الهلال کے ذریعه پریس کا تمام سامان ' اور لیتهو اور ٹائپ کي مشینیں ' نئي اور سکینڈ هنڈ ملسکتي هیں -

هر چیز دفتر اپني ذمه داري پر دیگا -

سردست دو مشینیں فروخت کیلیے موجود هیں :-

مراسلۂ آستانہ

اولین هئیۃ هلال احمر هندیہ

مسٹر سید حسن عابد جعفری آنریری سکریٹری اولین ہلال احمر ہندوستان قسطنطنیہ

یہ چند سطور پبلک کی اطلاع کی غرض سے ارسال خدمت ہیں - براہ کرم ان کو اپنے اخبار میں جگہ عنایت فرمائیگا -

مجھکو افسوس ہے کہ چند ہندوستانی اخبارات و نیز چند دیگر حضرات نے " غریب مسلمانان بمبئی کے طبی مشن " کو " اول ہندوستان ہلال احمر " کے نام سے مخاطب کیا ہے - میں اس ناجایز پالیسی کی تردید پہلے کرچکا ہوں لیکن مجھے خوف ہے کہ هندوستان کے بعض مسلمان ابھی تک پورے حالات سے مطلع نہیں ہوے ہیں - لہذا میں دوبارہ اطلاع دیتا ہوں -

" غریب مسلمانان بمبئی کا طبی مشن " ہمارے طبی مشن کے بعد قسطنطنیہ میں وارد ہوا ' اور ہم سے کئی ہفتوں کے بعد اس نے کام شروع کیا - ہمارا مشن جسکا نام " اول هندوستان ہلال احمر " ہے ' لندن سے آیا - اس کے بانی مسٹر سید محمد حسین - بی - اے (آکسن) ہیں - اور ڈاکٹر مسٹر سید آل عمران جینیز کالج (اکسفورڈ) ہیں - ہمارے مشن نے حیدر پاشا خستہ خانہ میں کامیابی کے ساتھہ خدمات انجام دیں - اور ہم کو عثمانی ہلال احمر نے " برنجی ہندوستان ہلال احمر هیئتی " کا نام دیا ہے اور تمام خط وکتابت میں اسی نام کا ہمیشہ لحاظ رکھا ہے - علاوہ ازیں ترکی اخبارات ' و نیز سرکاری و نیم سرکاری کاغذات ' و رجسٹر وغیرہ وغیرہ میں بھی انہی اصول پر کارروائیاں عمل میں آئی ہیں - ایسی صورت میں اگر کوئی طبی مشن اس بات کا دعوی کرے کہ وہ " برنجی (۱) هندوستان ہلال احمر هیئتی " ہے ' تو بالکل غلط ہوگا - اور ہم کو مجبوراً ایسے مشن کے خلاف قانونی کارروائی کرنی پڑیگی -

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ہمارے مشن نے نام و نمود کی خواہش کبھی نہ کی - ہم هندوستانی طالب علم انگلستان کی درسگاہ آکسفورڈ میں مقیم تھے - لیکن ترکی کے مصایب کی کیفیت سے بیتاب ہوکر ' اور اپنی تعلیم و جملہ دنیاوی خواہشات پر لعنت بھیجکر خدمت اسلام کی خاطر قسطنطنیہ میں آئے ' اور مجھے اس امر سے مسرت ہے کہ ہماری مشن کا نمبر اول رہا - ہم نے زمانۂ قیام استنبول میں کسی سے اپنی امداد نہ چاہی ' اور نہ اپنی مقاصد کے انجام دینے کے لیے دست سوال دراز کیا - جو کچھہ بھی ہم مسلمان طالب علموں سے ممکن تھا ' وہ ہم نے اپنے ذاتی روپیہ سے کیا ' اور ترک مجروحین کی خدمت میں حتی الوسع کوشش کی - اگر میں اپنے مشن کے پورے حالات سے اطلاع دوں تو مضمون نہایت طولانی ہو جائیگا - میں عنقریب اپنے مشن کی رپورٹ شایع کرونگا ' اس کے ذریعہ مفصل حالات پبلک تک پہونچ جائیں گے -

مقام شرم و حیرت ہے کہ بعض مسلمان اخبار اور بعض ہم وطن مسلمان ہماری خدمات کا اعتراف کرنا بھی عار سمجھتے ہیں اور بجاے اظہار مسرت کے زہر آلود نا پاک نگاہوں سے ہماری کوششوں کو دیکھتے ہیں - مجھکو ان باتوں کے لکھنے کی ضرورت نہ تھی ' لیکن سخت نا انصافی ہوگی اگر میں اپنے مشن اور اپنی شیر دل نوجوان مسلمان ممبروں کے حقوق کو نظر انداز کردوں - جن حضرات کو طبی مشن کے بنانے اور بھیجنے کا تجربہ ہے ' وہ خوب جانتے ہیں کہ اس سے زیادہ دشوار اور ہمت آزما کام کم ہوے ہیں اور ایسی خدمات عموماً پبلک چندوں کے ذریعہ سے انجام دی جاتی ہیں - لیکن یہ فخر صرف " برنجی هندوستان ہلال احمر " ہی کو حاصل ہے کہ سب سے پہلا هندوستانی مشن ہے اور محض چند نوجوانوں کے سرمایہ سے بنا ہے ' اور پھر ان نوجوانوں نے صرف روپیہ ہی سے امداد نہ کی ' بلکہ خود استنبول آئے اور مجروحین کے علاج و تیمارداری میں ہمہ تن مصروف رہے ! !

اگرچہ ہمارے دل مصائب اسلامیہ و نیز تکالیف مجروحین کے باعث غم سے چور ہیں اور ہم سر بکف خدمت اسلام کے لیے تیار ہیں ' اور انشاء اللہ تا دم آخر رہیں گے ' لیکن یہ تو ہمیں کسی طرح منظور نہیں کہ ہمارے ہی ہم مذہب اور ہمارے ہی ہم وطن ہمارے کوششوں پر خاک ڈالیں اور شرمناک طریقہ پر ہمارے اول ہونیکے فخر جائز کو ہم سے چھیننے کی کوشش کریں ! ہم کسی صلے یا انعام کے خواہش مند نہیں ہیں - ہم کسی عزت مزید یا اقتدار کے حاجت مند نہیں ہیں - ہم مسلمان ہیں ' ہماری محنتوں اور کاوشوں کا نعم البدل صرف رضاء الہی ہے (بس اسی کو پیش نظر رکھیے - الہلال)

مسلمان متعلمین انگلستان کی " هئیۃ طبیۃ هلال احمر "

نواب سید محمد حسین - بی - اے - آکسن (حیدر آباد دکن) - ڈاکٹر عبد العالی سالم (قاہرہ) : سید حسن عابد جعفری (آگرہ) - مسٹر عبد الحق (حیدر آباد) - مسٹر آل امام (پٹنہ) - :

(۱) " برنجی " ترکی زبان میں فارسی کے " نخستین " کے معنی میں آتا ہے - یعنی " پہلا " (الہلال)

لہذا میں اطلاع دیتا ہوں کہ " برنچ ہندوستان ہلال احمر ہیڈتی " " غریب مسلمانان بمبئی کے طبی مشن " کا نام نہیں ہے اور نہ وہ مشن اس نام کا کسیطرح حقدار ہے' جیسا کہ عثمانیہ ہلال احمر فیصلہ کرچکی ہے - علاوہ اُن زبردست شہادتوں کے جنکا بیان اوپر ہوچکا ہے' غالباً یہ بے موقع اظہار نہ ہوگا کہ پرسوں شب کو بسیم عمر پاشا افسر اعلی عثمانیہ ہلال احمر نے ہماری دعوت کی تھی' اور اس میں علاوہ ڈاکٹر انصاری ڈائرکٹر آل انڈیا میڈیکل مشن - و مولوی ظفر علیخاں اڈیٹر زمیندار کے' طلعت بے - اسد پاشا - کمال عمر بے - و دیگر حکام ترکی بھی شامل تھے - اس موقع پر بھی ہم کو " برنچ ہندوستان ہلال احمر " کے نام سے مخاطب کیا گیا تھا اور طلعت بے و چند دیگر بزرگوں نے ہماری حقیر کوششوں کا اعتراف فرمایا تھا -

مجھے یقین ہے کہ میرے ہم ملک بھائیوں تک میری یہ تحریر پہنچیگی اور وہ آیندہ غلطی نہ کریں گے - ہم نے ڈاکٹر محمد حسین مدراسی ڈائرکٹر (غریب مسلمانان بمبئی مشن) کو تحریری نوٹس دےدیا ہے کہ جو لیا نام اُنھوں نے بمبئی مشن کو دینے کی کوشش کی ہے' وہ ناجایز ہے اور اس سے اُن کو احتراز کرنا چاہیے ورنہ ممکن ہے کہ معاملہ طول کھینچے - ڈاکٹر موصوف نے ہمارے نام کے فارم و نیز مہریں وغیرہ بھی تیار کرالی ہیں - اُن کو یا کسی دوسرے کو اس فعل کا کوئی حق نہیں ہے - بلکہ جہانتک مجھے معلوم ہے ڈاکٹر موصوف نے یہ حرکت بلا اجازت ٹرسٹیان بمبئی مشن کی ہے' اور بعض بیرونی اشخاص انکو اپنے اغراض شخصیہ کیلیے اس طرح کی اشاعات کی ترغیب دیتے ہیں اور خود اس مشن کے سکریٹری اور دیگر ممبر بھی انکے اس فعل کے مخالف ہیں - یہ تحریر محض بغرض اطلاع اخوان ملۃ شایع کی جاتی ہے - ہندوستان کے اسلامی اخبارات نقل فرمالیں تو موجب شکریہ' ورنہ شکایت بھی نہیں -

الہــــلال

ارسالیات طبیۂ ہند

اور ہماری ایک نئی قومی رسوائی

آپکے تحریر بھیجی' نیز اپنے مشن کا مرقع' دونوں شائع کردی جاتی ہیں' لیکن مجھے معذور رکھیے اگر اپنے خیالات کے اظہار سے اس موقع پر باز نہ رہسکوں کہ کوئی آواز آج میرے کانوں میں ایسی نہیں آتی' جو میرے دل مجروح کیلیے ایک نشتر زخم نہو!

(۱) آپکی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اور آپکے با ہمت پُر جوش ساتھی " مسئلۂ عجیبۂ اولیت و آخریت " کی بعض اشاعات و مساعی کی وجہ سے یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ہندوستان میں آپ لوگوں کے اسلام پرستانہ اقدام و اعمال کی بے وقعتی کی جارہی ہے' اور اس خیال سے بہت ملول ہیں' لیکن میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ واقعیت اسکے خلاف ہے - ہم لوگ آپکی سعی و مجاہدۃ کے مداح' اور اس جوش خدمۃ مجاہدین اسلام کے قلب دل سے معترف ہیں - جبکہ ہندوستانی متعلمین فرنگ کی نسبت برسوں سے ہماری معلومات پُر غم' اور اطلاعات و نتائج یاس انگیز تھے' ہم نے مسرت و انبساط کے عالم میں سنا کہ آپ لوگ اپنے تمام اشغال کو ترک کرکے' نقصان مال و ترک راحت جسم گوارا کرکے' بغیر اعانۃ خارجی' محض اپنے جوش و ولولہ سے قسطنطنیہ پہنچے' اور خدمت گذاری اخوان مجاہدین میں مصروف ہو گئے! فجزاکم اللہ تعالی عن الاسلام و المسلمین خیر الجزاء! وکثر اللہ امثالکم' و ثبت اللہ اقدامکم -

(۲) لیکن معاف فرمائیگا' میں اس امر کے سمجھنے سے بالکل قاصر ہوں کہ جو لوگ اپنے " پہلے " اور " دوسرے " ہونے کی بحث میں پڑے ہیں' اور اس کے پیچھے اپنی بہترین قواء عمل کو بے دریغ خرچ کررہے ہیں' انکی اس سعی میں' اور اس جوش و مستعدی میں' جس نے انکو قسطنطنیہ کے شفاخانوں میں پہنچا دیا' کیا فرق ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ جس شوق و مستعدی سے آپ' ممبران بمبئی مشن' اور ممبران ڈاکٹر انصاری مشن خدمت اسلامی میں حصہ لینے کیلیے دوڑے تھے' تقریباً اتنے ہی جوش سے بدبختانہ بحث اولیت و عدم اولیت' و ترجیح و افضلیت' و منافست و مسابقت' و باہم دگر تعاند و تباغض' و تحقیر و تفضیح و شناعت کیلیے بے تابانہ و بے اختیارانہ دوڑ رہے ہیں! پھر فرمائیے کہ ہم بدبخت' اور اپنی بد بختی کے ان مناظر شنیعۂ و محزنہ دیکھنے والے بد بخت مسلمانان ہند' کس جوش کو اپنے سامنے لائیں' اور کس کو نظر انداز کریں؟ کس کو یاد رکھیں' اور کس کو بھلادیں؟ کس کی داد دیں' اور کس پر تبرا بھیجیں؟ فاین تذھبون؟

عزیزان من! یہ کیا بد بختی ہے' جو ہم کو کسی عالم میں بھی نہیں چھوڑتی؟ اگر دشمن ہم کو زندہ رہنے کا اب مستحق نہیں سمجھتا تو کیوں اس فیصلہ پر تم برہم ہو؟ تم کیوں دنیا میں زندہ رہو' جبکہ خود تمہارے اعمال کا یہ حال ہے؟ ایک طرف تو لاکھوں فرزندان اسلام کی گردن سے خون کے فوارے بلند ہورہے ہیں' اور دوسری طرف تم لوگوں کے حلق سے خود پرستی اور خود نمائی غرور و ادعا' اور نمایش و مباہات کا ایک سیلاب غلیظ ہے' جو کسی طرح بند ہی نہیں ہوتا! ایک مشن جاتا ہے مگر تین تین آدمی اسکی ملکیت کے مدعی بن بیٹھتے ہیں' اور اس زور و شور سے اپنے اپنے دعاوی پیش کرتے ہیں' گویا پوری ایک صدی کی موروثی جائداد تھی جو ان فدائیان اسلام سے چھن گئی! اسکے بعد قسطنطنیہ پہنچکر' ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے ہیں' جوتیوں میں دال بٹتی ہے' اور ایک دوسرے کو الزام دیتے ہیں - پھر عین اس وقت جبکہ ایڈریا نوپل کے سقوط اور مسجد سلیم کی محرابوں کے نیچے ملاعنۂ بلغاری کے پہنچنے کی ہم خبر سنتے ہیں' یہ بشارت اسلامی بھی سننے میں آتی ہے کہ خیموں کے اندر لڑنے جھگڑنے کے بعد اب ترکی کی عدالتوں میں بھی معاملہ پہنچنے والا ہے اور ڈاکٹر انصاری کو نوٹس دیدیا گیا ہے - گویا اب تک تو شاید خیموں کے اندر باہم لڑتے جھگڑتے تھے اور پھر بھی کسی ترک افسر کے آنے کی خبر سنکر لوگ آدمی بنکر بیٹھ جاتے تھے' لیکن' اب ترکی عدالت میں علانیہ مسلمانان ہند کی عظمۃ اسلامی' اور جوش دینی' و غیرت ملی کے نمونے پیش کردیے جائیں!!

اس پر بھی بس نہیں کیا جاتا - ایک کہتا ہے کہ زیادہ نہ بولو ورنہ میں تمہارا پردہ فاش کردونگا' دوسرا کہتا ہے کہ ذرا ٹھہر جاؤ - عدالت کی بینچ کے سامنے ہو رہیگا' جو کچھ ہونے والا ہے - ایک کہتا ہے کہ میرے خیمے کے آگے ایک سرخ جھنڈا لہراتا ہے' اور یہ ایک شرف جلیل اور فوز عظیم ہے' جو بلا شرکت غیرے مجھکو حاصل ہوا - ترکوں کے غول غول آتے ہیں' اور اسکے نیچے برکت حاصل کرنے کیلیے رکوع و سجود کرتے ہیں - دوسرا کہتا ہے کہ مان لیجیے کہ یہ سچ ہے' مگر اس سے ہوتا ہی کیا ہے کہ " عہد اولی " کی جگہ " ہندوستان کولی " کے نام کے قرار دینے کی فتح مبین تو ہمارے ہی دست حق پرست پر ظہور میں آئی - پہلا اسپر بگڑتا ہے کہ یہ دوسری مداخلۃ بیجا اور غصب نا جائز ہے - اس واقعہ کی صداقت سے انکار نہیں' مگر یہ بھی تو ہمارے ہی صحیفۂ فتوحات آستانہ کی ایک سطر جلی ہے!!

ایک کہتا ہے کہ تم لڑتے جھگڑتے تھے ' مگر شکر الہی بجا لاؤ کہ ہم نے اپنی جماعت سے ایک سالار لشکر تمہیں مرحمت فرمایا - دوسرا کہتا ہے کہ یہی تو تمہارا دسیسۂ مخفی ہے - مگر یہ تو بتلاؤ کہ جبکہ آسمان کے نیچے آوارہ گرد دشت غربت و مصائب تھے ' اور لندن کے بھیجے ہوے وہ خیمے ' جنکے انتظامات اور مصارف عظیمہ پر تمہیں فخر و غرور تھا ' تمہارے لیے بالکل بیکار ہو گئے تھے ' تو پھر اُس وقت کون تھا ' جس نے تمہارا ہاتھہ پکڑا ' اور اپنے خیمے دیکر ایک تاریخی کار نامۂ عظیم انجام دیا ؟

ہماری بدبختی کے جو خال و خط اس شریفانہ اوضاع و خصائل کے مرقع سے نمایاں ہوتے ہیں ' انسے قطع نظر ' صرف اسی بات کو دیکھیے کہ جو بد بخت و زبوں طالع قوم لاکھوں روپیہ ہمیں اِن کاموں کیلیے بے غل و غش دیدیتی ہے ' اسکے لیے یہ حالات کیسے درد انگیز ہونگے ؟

جب ہندوستان سے مشن جا رہے تھے ' تو میرے ایک عزیز دوست نے پیشین گوئی کے لہجے میں کہا تھا : " یہ بہت اچھی بات ہے ' لیکن چشم تصور سے کام لیتا ہوں تو اپنے تئیں قسطنطنیہ کی سڑکوں پر پاتا ہوں ' اور دیکھہ رہا ہوں کہ ہندوستانی مشنوں کے ممبر باہم دگر ایک دوسرے سے گتھے ہوے ہیں - منہہ سے فحش و دشنام و سخط ' ہاتھہ حریف کی گردن پر جما ہوا ' اور سر سے پیر تک خاک و گل میں آلودہ ! "

میں ہنسا اور کہا کہ خدا نخواستہ اسکی نوبت کیوں آنے لگی ؟ وقت کے جذبات اور مصائب کی حسیات نے اب ہمیں بدل دیا ہے -

اسمیں شک نہیں کہ خدا نخواستہ کسی ایسی صورت کی خبر تو اب تک نہیں آئی ہے اور خدا نکرے کہ آے ' لیکن باہم تخالف و تعاند اور چارہ جوئیے عدالت تک کے حالات تو سامنے آگئے ہیں -

(۳) خیر ' یہ حالات تو اُن وفود کے ہیں جو ہندوستان اور انگلستان سے باعانۃ ہندوستان گئے - پھر یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ بھی ان بحثوں میں اپنا وقت ضائع کرنے لگے اور عدالت کی چارہ جوئی کا ذکر کرکے ' ہماری بد بختیوں کو اور زیادہ درد انگیز کر دیا ؟

خدا کیلیے اب آپ ان واقعات میں اور ایک کا تو اضافہ نہ کیجیے - پیشتر ہی سے ان مشنوں کی بدولت ہماری رسوائی کا کافی سامان ہو چکا ہے -

(۴) میں اسکو پورے طور پر تسلیم کرتا ہوں کہ آپ واقعی سب سے پہلے ٹرکی پہنچے ' اور ابھی یہانکا کوئی مشن نہیں پہنچا تھا کہ اپکا خط صحیح ٹرکی سے ملا ' لیکن اگر کوئی نادان آدمی اسکو ایک بہت بڑا تمغۂ افتخار سمجھکر آپکے سینے سے اتارنا چاہتا ہے تو خود ہی اتار کر پھینک دیجیے - یہ کونسی دولت عظمی اور سعادت کبری ہے کہ اپکو مفلس ' اور اسکو قارون بنادیگی ؟ جانے دیجیے - آپکو بغیر بحث ' و تعقیب ' صرف اپنے کاموں کی ایک سنجیدہ رپورٹ شائع کر دینی چاہیے اور بس ' ہر شخص دیکھہ لیگا - لوگوں کے پاس عقل اور سمجھہ ابھی کچھہ نہ کچھہ باقی ہے -

(۵) آہ ! آپ لوگوں کے اول اور دوم ہونے کو کیا سوچیں کہ اپنی نسبت معلوم نہیں ' اب جو کچھہ گذر رہا ہے ' یہ آخری ہے ' یا اپنی بربادی کی پہلی قسط ہے ؟

ایک ایسے نازک موقعہ پر ہندوستانیوں کی ایک جماعت وہاں موجود ہے - اگر کام کرنا مقصود ہوتا تو کیسے کیسے عظیم الشان امور انجام پاسکتے ؟ ہم یہاں بیٹھے بیٹھے مضطرب ہیں اور بارہ بارہ صفحوں کے خط ہر ڈاک میں بھیجتے ہیں - ان لوگوں کیلیے کام ہوتا تو اِن بحثوں کے سوچنے کی مہلت ہی نہ نکلتی -

آج اگر ٹرکی میں ہندوستان کا ایک کارکن فرد موجود ہو ' تو کیا کہوں کہ وہ کیا کچھہ کر سکتا ہے -

(۶) اِس وقت کی ڈاک میں " شہباز " پہنچا - اسمیں بھی آپ لوگوں کا وہ گروپ چھپ گیا ہے ' جسکی ایک کاپی آپنے مجھے بھیجی ہے - اسکے نیچے جس طریق پر آپکے کاموں کا ذکر کیا گیا ہے وہ توصیف و تعریف میں ڈوبے ہوے ہیں - بس کام کیجیے اور صرف کام کیجیے - اِن بحثوں سے کچھہ حاصل نہیں - مطمئن رہیے کہ ہم لوگ آپکی خدمات کے معترف ' اور آپ لوگوں کی اس خدمت جلیل کے تہہ دلسے شکر گذار و مداح ہیں -

دعوت الہلال

کی اشاعۃ عمومی

از جناب حکیم غلام غوث صاحب طبیب یونانی خانپور (بہاول پور)

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ -

الہلال کی وقعت و عظمت جو لوگوں کے دلوں میں بیٹھی ہوئی ہے ' وہ اظہر من الشمس ہے - کمال کی قدر زمانہ خود بخود کرتا ہے ' اور صداقت کو رحمت الہی سے بلا واسطہ نشو و نما ہوتا ہے - جہاں تک دیکھا جاتا ہے ' الہلال نیک نیتی اور خلوص کے ساتھہ عظیم الشان کام کر رہا ہے ' آپ فی نفسہ اپنے لیے لوگوں کی ستایش کو پسند نہیں کرتے ' اور میں بھی جانتا ہوں کہ حدیث شریف میں ہے : احثوا التراب فی وجوہ المداحین - یعنی مدح کنندگان کے منہ میں مٹی ڈالی جائیگی ' لیکن ساتھہ ہی اسکے مجھکو علم ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے : من لم یحمد الناس ' لم یحمد اللہ یعنی جو شخص آدمی کی ستایش نہیں کرتا ' خدا کی ستایش بھی نہیں کریگا -

میرے عقیدے میں الہلال کا شکریہ ادا کرنا خدا ہی کا شکر بجا لانا ہے کہ اس سے عقاید صاف ہونے لگے ' کفر کی آلودگی اور بدعت کا زنگ جاتا رہا ' غلامی کے جال سے نکلنے کا احساس ہوا ' جمود دفع ہو گیا ' اسلامی حرارت جوش میں آئی ' اور خمود جاتا رہا - فالحمد للہ علی ذالک -

الہلال کی توسیع اشاعت وغیرہ کے متعلق ارباب بصیرت کی راے اکثر نظر سے گذرا کرتی ہے - جن دنوں جناب کا ارادہ روزانہ الہلال اور ماہوار البیان جاری کرنے کا ظاہر ہوا تھا ' تو ایک صاحب نے راے دی کہ روزانہ کے ارادہ کو ملتوی کیا جائے اور البیان نکالا جائے ' تاکہ آپ زیادہ مشکلات میں نہ پھنسیں اور ممکن ہے کہ کثرت اشغال سے الہلال ہفتہ وار پھیکا پڑ جاے - میں نے اس راے سے اتفاق کیا تھا -

ان دنوں ایک صاحب نے الہلال کے عام کر دینے کی تحریک کی ہے ' اور یہ تجویز پیش کی ہے کہ تصویر سے معرا ' معمولی کاغذ پر عام لوگوں کے لیے بھی چھپا کرے اور قیمت کم کر دی جاے ' تاکہ کم استطاعت لوگ بھی فایدہ اوٹھا سکیں - گویا دو قسموں میں تقسیم ہوا کرے : ایک خاص ' دوسرا عام -

افسوس ہے کہ میں اس سے اتفاق نہیں کر سکتا - وجہ یہ کہ میرے ذہن میں یہ بیٹھا ہوا ہے کہ الہلال کی وقعت کا سبب ' معنوی خوبیوں کے ساتھہ صوری حسن کا جزو لاینفک بھی ہے - مانا کہ :

حاجت مشاطہ نیست روے دلارام را

لیکن ابھی ملک میں علمی مذاق نے یہاں تک ترقی نہیں کی کہ حقیقت شناسی کا مادہ صورت پذیر ہو چلا ہو - ہنوز دلی دور ہے -

میں جہاں تک خیال کرتا هوں الهلال کي رقعت کے اسباب صوري اور معنوي محاسن کے ساتھه ساتھه' گراني قیمت بهي هے اور وہ ناگزیر هے - هرچیز جو مشکل سے هاتهه آتي هے' عزاز بهي هوتي هے -

اگر عام کردیا جائے تو بجاے اسکے که شوق سے پڑھا جائے اور جلد بندھوا کر رکھا جاے' عام اخبارون کي طرح بازار میں عطاروں کے یہاں کاغذات ردي کے نرخ پر فروخت هونے لگیے گا -

چونکه مذاق علمي نے ابهی دلوں میں جڑ نہیں پکڑي هے' سب لوگ ارزاں قیمت کیطرف جهک پڑینگے' اور یه لطف نہیں رهیگا - با اینهمه قیمت موجودہ کچهه بهي گراں نہیں هے - بلکه میرے نزدیک تو:

نرخ بالا کن که ارزاني هنوز

میري راے یه هے که الهلال کو اسي آب و تاب میں رکها جاے اور کسي قسم کي تبدیلي نه کي جائے - البته البیان کے جاري کرنے میں جلدي کیجائے - الهلال میں خبروں اور مباحث و آراء سیاسیه کے عنوان بڑھاے جائیں - اور البیان کو تطبیق معقول و منقول اور اسلامي تاریخ اور علوم کے زندہ کرنے کیلیے وقف کردیا جائے - تقطیع چهوٹي اور موزوں کتابي هیئت میں رکهي جاے - نیز روزانه الهلال کے ارادہ کو سردست ملتوي کردیا جاے -

آرزو هے که جس مهینه سے البیان جاري هو' اوس مهینه کے نام سے مجهکو اطلاع بخشیں - خریداري کي بابت میں نے پیشتر عرض کردیا هے که بلا پرسش وي - پي روانه هو - مگر مهینه کے نام سے آگاہ کرنے کي ضرورت یه هے که ایک افتتاحي مضمون لکهونگا - جسکا عنوان مادہ تاریخ سے رکهونگا - پهر درج هونا نهونا پسندیدگي پر هے -

امید که اس نا چیز عریضه کو الهلال میں کہیں جگه ضرور عنایت فرما لینگے' تاکه ارباب راے کو اس تحریک میں راے دینے کا موقع ملے و السلام - (ایندہ هفتے جواب عرض کرونگا - ایڈیٹر)

منشي احتشام علي صاحب سکریٹری مال ندوة العلما

(جناب ضیاء الحسن صاحب علوی - مقیم مرسیدکورٹ - علي گڈہ کالج)

تسلیم - آپنے اپنی گذشته اشاعت میں دارالعلوم ندوة العلماء کے تازہ واقعه پر بحث کرتے هوئے ایک موقعه پر جناب منشي احتشام علي صاحب قبله کے متعلق یه تحریر فرمایا هے که عشرۂ محرم میں بمجبوري انهیں لکهنؤ چهوڑنا پڑا هے - غالباً جن ذرائع سے یه علم آپکو هوا هے' انکو واقعات کے متعلق غلط فہمي هوئي' ورنه یه ایک بالکل بے بنیاد بات هے - مجهے امید هے که آپ اس جمله کي تردید کرینگے اور بمصداق " صاحب البیت ادري بما فیها " میرے بیان کي توثیق فرما لیں گے -

الهلال

میں نے تو اس امر کو بطور تعریض نہیں بلکه بطور تعجب لکها تها که ان حالات کے ساتهه ایسي کمزوري کا اظہار موجب حیرت هے رها اس واقعه کا غلط هونا' تو اگر غلط هے تو مجهے اسکي غلطي کے تسلیم کر لینے میں کوئي عذر نہیں - میں نے بعض موثق اشخاص سے سنا تها - اب آپ نے اسکي تغلیط کردي تو غلط یقین کرتا هوں یقیناً آپ کا بیان اس بارے میں زیادہ مستحق توثیق هے - کیا اچها هو اگر منشي صاحب اصل بحث کي طرف متوجه هوں -

فهرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیه

(۲۱)

ان الله اشتري من المومنین انفسهم و اموالهم' بان لهم الجنه

فہرست چندہ موضع پاکاں ضلع فیروزپور

	پائی	آنه	روپیه
جناب حسین خاں حاجي الدین صاحب	٠	٠	۲۵
جناب کیمان صاحب	٠	٠	۱
جناب بهانا ماچهي صاحب	٠	٠	۱
جناب حاجي عبد الله صاحب	٠	۴	٠
جناب سکهریرا صاحب	٠	٠	۱
جناب سرجا صاحب	٠	٠	۱
جناب عبد الغني صاحب	٠	٠	۱
جناب سمیان صاحب	٠	۸	٠
جناب کیماند صاحب	٠	۸	٠
جناب مهر الدین صاحب	٠	٠	۱
جناب قمر الدین صاحب	٠	٠	۱
جناب امیر صاحب	٠	٠	۱
جناب نامان صاحب	٠	٠	۱
جناب رحمان صاحب	٠	٠	۱
جناب حاجي متهد صاحب	٠	٠	۱
جناب محمد صاحب	٠	٠	۱
جناب ڈوگر صاحب	٠	٠٠	۱
الہ دتا صاحب	٠	٠	۱
بندا صاحب	٠	٠	۱
جناب محمد صاحب	٠	۳	٠
لقمان صاحب	٠	۸	٠
پیرا صاحب	٠	٠	۱
قطب الدین صاحب	٠	٠	۵
مانی ماچهي صاحب	٠	۱۰	٠
محمود صاحب	٠	۴	٠
محمد صاحب	٠	۴	٠
اسماعیل کالیا صاحب	٠	٠	۱
سجها خرچه صاحب	٠	۸	٠
جامون خرچه صاحب	٠	۸	٠
میاں فضل الدین صاحب	٠	٠	۱
هامان صاحب	٠	۸	٠
کریم کالیا صاحب	٠	٠	۱
نظام صاحب	٠	۸	٠
ممان صاحب	٠	٠	۱
جهانا صاحب	٠	٠	۱
میزان	٠	۱	۵۱